

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

چھتیسوال اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 20 اپریل 2021ء بروز منگل بہ طبق 7 رمضان المبارک 1442 ہجری۔

نمبر شار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	3
2	ذعاء مغفرت۔	5
3	چیرینیوں کے پیش کاعلان۔	5
4	وقفہ سوالات۔	6
5	تجدد لاڈ نوٹسز۔	27
6	رخصت کی درخواستیں۔	38
7	تحریک اتو نمبر 1 مجاہب جناب اصغر علی ترین صاحب۔	40
8	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	41

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر----- میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اسپیکر----- سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی----- جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہ وانی



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 20 اپریل 2021ء بروز منگل بہ طابق 7 رمضان المبارک 1442 ہجری، بوقت شام 4 بجھر 35 منٹ پر زیر صدارت میر عبدالقدوس بن جنوب، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ

رَحِيمٌ ﴿١٢٨﴾ فَإِنْ تَوَلُّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ طَلِقٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ طَعْلَيْهِ تَوَكَّلْتُ

وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿١٢٩﴾

(پارہ نمبر ۱ سورۃ التوبۃ آیات نمبر ۱۲۸ اور ۱۲۹)

ترجمہ: آیا ہے تمہارے پاس رسول تم میں سے، بھاری ہے اس پر جو تم کو تکلیف پہنچ حریص ہے تمہاری بھلانی پر، ایمان والوں پر نہایت شفیق مہربان ہے۔ پھر بھی اگر مُنہ پھیریں تو کہہ دے کہ کافی ہے مجھ کو اللہ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا۔ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ۔

جناب اسپیکر: جزاک اللہ۔ جی انجیئر زمرک خان اچکزی صاحب۔

انجیئر زمرک خان اچکزی (وزیر مکملہ زراعت و کواپریزوں): فاتحہ خوانی کیلئے request کروں گا۔ میر و اُس مندوخیل اور بابت لالا کا بیٹا ان کے لئے اگر دعا پڑھی جائے۔ میر و اُس مندوخیل کو اسلام آباد میں شہید کیا گیا۔ یہ لینڈ مافیا کی طرف سے ہوا ہے اور میں اس فلور کے توسط سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان بالخصوص کوئی نہیں میں بھی لینڈ مافیا کی جو عجیب سی لہر چل رہی ہے، یہاں بھی ہمارے جوان اس میں شہید ہوئے ہیں۔ قانون ایسا بنا ہوا کہ قانون کچھ نہیں کہہ سکتا ہے اُس وقت تک جب تک کوئی قتل نہ ہو جائے۔ کوئی بھی روپوٹ درج نہیں ہو سکتی ہے بغیر عدالت کے نہ پولیس کارروائی کرتی ہے نہ کوئی ادارہ کارروائی کرتا ہے اُس وقت کہ جی یہ case pending میں پڑا ہوا ہے۔ کوئی قبضہ کرتا ہے قبضے کو ختم نہیں کرتا ہے کوئی دیوار بناتا ہے اُس وقت تک ختم نہیں کرتا ہے کہ کورٹ کا ہے۔ جب تک قتل ہوتا ہے پھر ایف آئی آر درج ہوتی ہے میرے knowledge میں آیا ہوا کہ فیڈرل حکومت اس قانون میں تبدیلی لانا چاہتی ہے۔ تو میں اگر صوبائی سطح گزارش کروں کہ اگر آپ ایک روگنگ دے دیں کہ ہمارے لاءِ ڈیپارٹمنٹ کو کہ ہم اس میں کیا کر سکتے ہیں ہمارے کیا اختیارات ہیں کہ لینڈ مافیا کوئی لوگ جاتے ہیں۔ میں آپ کو بتا دوں پورے کوئی نہیں کر سکتے ہیں کم از کم یہ قانون اتنے سپیڈ سے ہونا چاہیے کہ اُس کے خلاف کارروائی ہو، جو بھی لینڈ مافیا ہو، جو بھی یہاں ناجائز کرتا ہے جو بھی کسی کی زمین پر قبضہ کرتا ہے، کم از کم ہم یہاں اسمبلی میں کوئی قانون سازی اگر کر سکتے ہیں اس میں کریں۔ کوئی اگر بہتری لاسکتے ہیں اس میں کریں۔ اسلام آباد میں میں کہتا ہوں کہ اتنا لینڈ مافیا ہیں۔ میر و اُس خان شہید کی اپنی زمین تھی 15 لاکھ روپے دیئے تھے، کام شروع کیا تو، کلاشکوف بردار لوگ آئے اور اُس پر فائزگ کی ان کے بھائی اور ان کے ساتھ یہ بہت افسوسناک واقعہ ہوا ہے۔ تو اس حوالے سے میں گزارش کروں گا کہ آپ لاءِ ڈیپارٹمنٹ سے اس بارے میں کوئی میٹنگ رکھیں اس پر ہم بات کریں کہ ہم یہ لینڈ مافیا کو کس طرح کنٹرول کر سکتے ہیں تو اس پر اگر دعا کی جائے۔

جناب اسپیکر: جی نصر اللہ زیرے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! جس طرح میرے دوست نے کہا کہ واقعی اس کے لئے میر و اُس خان مندوخیل کیلئے میں نے قرارداد بھی پرائیویٹ مبرڈے کے حوالے سے جمع کرائی ہے۔ میر و اُس خان مندوخیل کو جو شہید کیا گیا ہے لینڈ مافیا نے اس کے علاوہ میر و اُس خان مندوخیل، رضا محمد رضا صاحب کا بھتیجا تھا

- ہماری پارٹی کے رکن عبد اللہ جان بابت صاحب کے جوان سال بیٹا بھی فوت ہوا ہے اور جمن میں ڈاکوؤں نے نعیم اچنڈی کو شہید کیا ہے ان کے لئے بھی دعا کی جائے۔

جناب اسپیکر: جی مولوی عزیز اللہ آغا صاحب۔

سید عزیز اللہ آغا: لاہور میں تحریک لیگ کے شہداء کی روح کی ایشال ثواب کیلئے دعا کی جائے۔

جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب! آپ کو، وہاں کی سیکورٹی فورسز کے جو جوان شہید ہوئے ہیں ان کے بارے میں بھی بولنا چاہیے جو جوان لاہور میں ڈیلوٹی دیتے ہوئے شہید ہوئے ہیں ان کے لئے بھی۔ جی۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان (صوبائی وزیر مکملہ خوراک): لاہور کا جو واقعہ ہے اسیں جو Law enforcing agencies کے بندے شہید ہوئے ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کرائیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! ایران بارڈر پر ہمارے بلوچ، پشتون تاجر جو شہید ہوئے ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! دعا کریں۔

(دعاۓ مغفرت کی گئی)

جناب اسپیکر: جزاک اللہ۔ اللہ سب کی مغفرت کرے۔ یہاں ہم جتنے اراکین اسمبلی ہیں، مختلف پارٹیوں سے تعلق رکھتے ہیں، ہر چیز سے بالاتر ہو کے اس چیز کو بھی دیکھا جائے کہ ہماری سیکورٹی فورسز اپنی نیندیں حرام کر کے ہماری حفاظت کے لئے اور جس طرح لاہور میں انہوں نے اپنی سیکورٹی دینے کیلئے آئے۔ وہ بھی ہمارے ہیں اور یہ بھی ہمارے ہیں۔ تو اس میں سیاست سے بالاتر ہو کے ہمیں دیکھنا چاہیے کہ ہماری فورسز ہیں ہم ان کی حوصلہ افزائی کریں اور جو انہوں نے قربانی دی اور ان کے ساتھ جو ناجائز کیا گیا۔ ہم ان کو بھی دیکھیں اور ان کو بھی خراج تحسین پیش کریں۔ اس کے لئے ہم لوگ مذمتی قرارداد لائیں۔ اگر ہم لوگ اپنی فورسز کا دفاع نہیں کریں گے تو میرے خیال میں آگے ہماری سیکورٹی کے لئے اپنی جان کی قربانی دے کر ہماری حفاظت کے لئے کھڑے ہوتے ہیں، تو آگے وہ بھی نہیں کہیں گے کہ ہم کیوں کریں؟ تو ہمیں ساری پارٹیوں سے بالاتر ہو کے ان چیزوں پر نظر رکھیں ہماری فورسز کی ضرور حوصلہ افزائی کریں۔ جی شکر یہ۔

جناب اسپیکر: میں قواعد و انصباط کا ربلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت ذیل اراکین اسمبلی کو روایاں اجلاس کیلئے پیش آف چیئرمین کے لئے نامزد کرتا ہوں۔

۱۔ جناب قادر علی نائل صاحب۔

مہاٹت (20 اپریل 2021ء)

۲۔ محترمہ یلیٰ ترین صاحب۔

۳۔ جناب حمل کمیٰ صاحب۔

۴۔ جناب نصراللہ خان زیرے صاحب۔

جناب اسپیکر: وفقہ سوالات۔

جناب اسپیکر: جناب نصراللہ زیرے صاحب! اپنا سوال نمبر 213 دریافت فرمائیں۔

نصراللہ خان زیرے: Thank you Mr.Speaker Question No.213

☆ 213 جناب نصراللہ خان زیرے:

22 مارچ 2021 کو موخر شدہ

کیا وزیر کیوڈی اے از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

ہزار گنجی گیراج کمپلیکس کا ایریا کل کس قدر رقبے پر محیط ہے اور اس میں اب تک کل کتنے گیراج تعمیر کیے گئے ہیں ان کے مالکان کے نام مع ولدیت اور جائے سکونت کی تفصیل دی جائے نیز کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کمپلیکس تاحال غیر فعال ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت اسے کب تک فعال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تفصیل دی جائے؟
جناب محمد بنین خان غنچی (پارلیمانی سیکرٹری برائے کیوڈی اے): ہزار گنجی گیراج کمپلیکس تقریباً 180 ایکڑ پر محیط ہے اس میں اب تک 10% پلاٹوں پر تعمیرات کیے گئے ہیں کمپلیکس تاحال غیر فعال ہے اور جب گو رمنٹ آف بلوچستان کے احکامات کی روشنی میں کوئی شہر سے گیراج منتقل کر دیئے جائیں گے تو فعال ہو جائیگا الائمنٹ رقبے وغیرہ کی تفصیل آخر پر مسلک ہے۔

جناب اسپیکر: جی زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! کیوڈی اے کے ہمارے چیزیں صاحب نے جو جواب یہاں ٹیبل پر رکھا ہے، وہ خود تسلیم کر رہا ہے کہ 180 ایکڑ ہزار گنجی گیراج کمپلیکس کے لئے محیط ہے۔ اور اس میں اب تک محض دس فیصد پلاٹوں پر تعمیرات کیے گئے۔ کمپلیکس تاحال غیر فعال ہے۔ اور جب گورنمنٹ آف بلوچستان کے احکامات کی روشنی میں کوئی شہر سے گیراج منتقل کر دیئے جائیں گے تو فعال ہو جائیگا۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک جانب حکومت خود کہہ رہی ہے کہ شہر میں بہت زیادہ رش ہے بالخصوص مختلف گیراج شہر کے اندر ہیں۔ اور یہاں already اتنی زمین 180 ایکڑ میں پر محیط ہے اس کے لئے لیکن حکومت اور نہ کیوڈی اے نے اس بارے میں کوئی کام کیا ہے۔ شاید وہاں پلاٹوں پر جا کر کے لوگ قبضہ کر رہے ہیں۔ لیکن حکومت کو اس

بات کا کوئی پرواہ نہیں ہے۔ یہاں کوئی شہر میں رش ہے۔ سڑکیں سارا دن بند پڑی ہیں۔ ان گیرا جز کو تو فوراً سے پیشتر ہزار گنجی منتقل ہونا چاہیے۔ اس کے حوالے سے کیوڈی اے کے چیئر مین صاحب وہ نئے آئے ہیں وہ کام کر رہے ہیں۔ حکومت اس بارے میں اپنا لائحہ عمل ہمیں بتائیں کہ کب تک ان گیرا جز کو ہم کوئی شہر سے باہر منتقل کریں گے۔ already وہاں زمین بھی موجود ہے۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ زیرے صاحب۔ جی منظر صاحب۔

جناب محمد بنین خان غلجمی (پارلیمانی سیکرٹری برائے کیوڈی اے): جناب اسپیکر صاحب! بڑی مہربانی۔ ایسا ہے کہ جیسے میرے دوست نے بتایا اسی طرح ہے کہ کوئی شہر کے اندر گیرا جز کافی زیادہ ہیں اور ابھی دوڈھانی میئنے ہوئے ہیں مجھے منظری ملی ہے میں دو تین دن پہلے خود بھی گیا ہوں میں نے وزٹ کیا اور میرے ممبران بھی میرے ساتھ تھے ہم باقاعدہ وزٹ کر کے آئے ہیں۔ ہم نے نوٹس بھی گیراج والوں کو دیدیا ہے۔ تو اس میں میں نے کمشنر کے ساتھ جو ہمارا جی بی کا ممبر بھی ہے تو ان کے ساتھ ایک میئنگ کر کے ان کو شفٹ کریں گے اور ہو سکتا ہے کہ کوئی کے باقی بھی ممبر ان ہیں اور اگر کوئی اور بھی مسائل ہیں تو وہ ہمارے ساتھ پیٹھ جائیں میں انشاء اللہ اس میئنگ میں ہم کمشنر صاحب کے ساتھ بٹھائیں گے تاکہ ان سے ایک ٹائم پر یڈ لے لیں کہ کتنے ٹائم میں آپ ان کو شفٹ کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! چیئر مین صاحب ایک حتی date ہمیں دیدیں کہ ایک ماہ کے اندر دو ماہ کے اندر کب تک کوئی شہری اس عذاب میں مبتلا ہونگے پوری ایک باؤڈی وہاں کیوڈی اے موجود ہے ہماری حکومت ہے وہ ہمیں ایک date تو دیدے کہ کب ہم یہ کام شروع کریں گے؟

جناب اسپیکر: جی منظر صاحب۔

جناب بنین خان غلجمی پارلیمانی سیکرٹری برائے کیوڈی اے: جناب اسپیکر صاحب! میں ابھی وہاں وزٹ کر کے آیا ہوں جگہ میں نے دیکھی ہے اس میں کچھ پلاٹوں پر میں نے ان کو آرڈر دیا ہے کہ آپ مجھے بتائیں کہ اس میں کوئی بھی میں سے پچیس دن لگیں گے کہ پھر پلاٹ میں جو کچھ encroachments ہوئی تھیں، وہ بھی ہم نے ہٹائی ہیں وہ مجھے بتائیں گے کہ تفصیلات کیا ہیں انشاء اللہ میں ان کو جلد سے جلد بتاؤ ڈگا، خیر ہم کوئی شہر کے ہیں ہمیں بھی اس تکلیف کا اندازہ ہے ہم اسکی جلد سے جلد میئنگ کریں گے ان کو اس میئنگ میں ضرور ہم بلائیں گے۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ، جناب نصراللہ زیرے صاحب اپنا سوال نمبر 257 دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: Mr, Speaker- Question -No-257

جناب نصراللہ خان زیرے:

جناب اسپیکر: جی کیوڈی اے منسٹر صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کیوڈی اے: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

نوٹ موصول ہونے کی تاریخ 24 دسمبر 2019☆ 257 جناب نصراللہ خان زیرے:

22 ارچ 2021 کو موخر شدہ

کیا وزیر کیوڈی اے از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

کوئی شہر میں قائم ڈیری فارمز کی کل تعداد کتنی ہے اور کیا یہ درست ہے کہ حکومت ان ڈیری فارمز کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا ڈیری ماکان کیلئے شہر سے باہر تقابل جگہ کا بندوبست کیا گیا ہے نیز مذکورہ فارمز کب تک شہر سے باہر منتقل کیے جائیں گے تفصیل بھی دی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کیوڈی اے: کیوڈی اے اور ڈیری فارمز ایسوی ایشن کے مشترکہ مردوے کے مطابق کوئی شہر اور قرب و جوار میں بڑے اور درمیانے درجے کے ڈیری فارمز کی کل تعداد 270 کے قریب ہے اور حکومت بلوجستان کی ہدایت کی روشنی میں کیوڈی اے نے کوئی سبی روڈ پر تقریباً 150 ایکڑز میں مختص کی ہے جس میں ڈیری فارمز اور اسکریپ گودا مز کے لئے جگہ دینے کی منصوبہ بندی ہے جیسے ہی پلان کی منظوری اور حکومت کی جانب سے PC کی منظوری دی جائے گی تو منصوبے پر عملدرآمد شروع کیا جائے گا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! پھر میں نے پوچھا ہے کوئی شہر میں قائم ڈیری فارمز کی کل تعداد کتنی ہے اور کیا یہ درست ہے کہ حکومت ان ڈیری فارمز کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا منصوبہ رکھتی ہے انہوں نے جواب میں کہا ہے کہ ہاں ان کی تعداد 270 انہوں نے بتائی ہے ایک سو پچاس ایکڑز میں مختص ہے لیکن جناب اسپیکر! پھر وہی بات ہے ان ڈیری فارمز کی وجہ سے عین شہر کے وسط میں یہ واقع ہے اور میرے حلقہ انتخاب میں آپ سبیلا نئٹ ٹاؤن سے آگے جائیں گے وہاں بھی بہت زیادہ ڈیری فارمز وہاں قائم ہیں وہاں پر ان کی ساری گلیاں بند ہیں نالیاں ان کی وجہ سے بند ہیں ڈیری فارمز کی وجہ سے کوئی شہر میں بھی یہی صورتحال ہے تو یہ بارہا اس بارے میں ہم نے پوچھا ہے لیکن اس حوالے سے کوئی اقدام نہیں کیا جا رہا ہے مجھے چیزیں میں صاحب بتائیں کہ کب تک یہ ڈیری فارمز کو کوئی شہر سے منتقل کریں گے؟

جناب اسپیکر: جی منسٹر صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کیوڈی اے: جناب اسپیکر صاحب! میں دو تین پہلے visit کر کے آیا ہوں اور

وہ ڈیریوں کے لئے جو جگہ ہم نے مختص کی ہے وہ کوئی ڈیڑھ سوا یکڑ ہے۔ اور ہماری GB میں جب ہماری میڈم چیئرمیٹس میں ممبر تھا ہم لوگوں نے سولہ سوروپے per فٹ ان کونسلٹشن کے ساتھ، GB نے rates کئے تھے۔ تو انہوں نے ہماری ریٹ کو چینچ کر دیا کہ بھی ہم اس ریٹ کے اوپر نہیں جاسکتے آپ ہمارے ساتھ negotiations کریں۔ تو پھر ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر ہماری اور بھی زمین ہے تو وہ ہم ان کو دینا چاہ رہے ہیں کہ کونسلٹشن وہ خود کر لیں۔ تو وہ اُس کے اوپر بھی راضی نہیں ہوئے ہیں۔ تو میری دو تین دن پہلے پھر میٹنگ ہوئی تھی کہ آپ لوگ کیا چاہ رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں ریٹ کم کر کے دیں اب ظاہر ہے اس میں negotiations چل رہی ہیں۔ ہم نے ڈی سی سے بھی ریٹ لیے ہیں اور ہماری انجیئرنگ برانچ بھی ہے تو ان کے ساتھ بیٹھ کے زمین ہمارے پاس پڑی ہوئی ہے تو ہم چاہ رہے ہیں کہ جلد سے جلد اتفاق و شفٹ کر دیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں دیکھیں جناب اسپیکر صاحب! شہر کے ہم لوگ بہت زیادہ مشکلات میں ہیں۔ مجھے بتایا جائے کہ زمین کا معاملہ ہے کم نرخ میں اُن کو دیدیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ کتنا آپ دے رہے ہیں آپ نے کیا ریٹ بتایا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کیوڈی اے: احمد نواز صاحب اس میں GB کے ممبر بھی ہیں۔ اس میں سولہ سورپے ریٹ کھا گیا تھا جس میں پوری طرف سے boundary wall تھی، بجلی، گیس۔۔۔

جناب نصراللہ خان زیرے: سولہ سورپے کیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کیوڈی اے: per فٹ رکھا تھا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: وہاں پر سولہ سور۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کیوڈی اے: ہاں۔ ایک منٹ مجھے بات کرنے دیں۔

میرا خڑی حسین لانگو: سولہ سورپے فٹ پتہ نہیں کہاں دے رہے ہیں۔ اور جناب والا! جب خود منستر یونیو صاحب بیٹھے ہوئے ہیں سریا ب روڈ کی جو کٹائی ہو رہی ہے سریا ب روڈ سے کرشل لوگوں کی زمینوں کا یہ چھ سو روپے دے رہے ہیں۔ لوگوں سے چھ سورپے کا لے رہا ہے۔ اور بیابان زمین سولہ سورپے ایسا مت کریں اتنا ظلم بھی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کیوڈی اے: sir اگر میں اس پر بات کروں۔

جناب اسپیکر: جی منشیر صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کیوڈی اے: زمین کی قیمت کم ہے اُس میں جو کنسٹرکشن کا ہے جس میں روڈ ہم نے دینے ہیں، سیورٹج کا ہے اس میں جو چار جز ہیں، اس کے خرچے بہت زیادہ ہیں۔ اور وہ واپڈا کے جو ریٹ ہیں اُس میں جوانہوں نے گیس کی requirement مانگی ہے۔ اُس کے پیسے اصل میں زیادہ ہیں۔ تو پھر ہم نے اُن کو ایک option دیا ہے کہ اگر آپ اس ریٹ پر طے کرتے ہیں یا آپ کو صرف زمین ہم کم ریٹ پر دیدیتے ہیں کہ آپ خود اس کا لنسٹرکشن کر لیں۔ اگر ہمارے نصراللہ خان زیر صاحب کہتے ہیں تو کل پرسوں میرے ساتھ خود بھی visit کر لیں ڈیری والوں کے ساتھ بیٹھ کے مینگ کر لیتے ہیں۔ جیسے آپ بتائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں جناب اسپیکر! یہ حکومت کا کام ہے۔ اگر میری مدد لینا چاہتی ہے ہم اپوزیشن والے اس میں کوئی قباحت نہیں لیکن یہ کام حکومت کا۔ کیوڈی اے کا کام ہے کہ وہ ان ڈیری والوں سے بات کرے اُنہیں زمین دیدے تاکہ ان سے کوئی شہر کی جان خلاصی ہو سکے۔

جناب اسپیکر: تو حکومت کر رہی ہے نال اس پر کام۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کیوڈی اے: جناب اسپیکر! دونوں آپشن ان کو ہم نے دیدیے ہیں کہ ایک زمین آپ کم ریٹ پر لینا چاہر ہے ہیں یا لنسٹرکشن کرنا چاہتے ہیں وہ بھی ہم دینا چاہر ہے ہیں ہم نے دونوں آپشن ان کو دیدیئے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ منشیر صاحب۔ نصراللہ خان زیرے صاحب! اپنا سوال نمبر 258 دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: Question No. 258

نوٹ موصول ہونے کی تاریخ 24 دسمبر 2019

258☆ جناب نصراللہ خان زیرے:

ارجع 2021 کو مورخ شدہ

کیا وزیر کیوڈی اے از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

کوئی شہر کے وسط میں قائم کردہ موڑ شور و مزی کل تعداد کس قدر ہے نیز کیا یہ درست ہے کہ حکومت ان شور و مزی کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو اس سلسلے میں کیئے جانیوالے اقدامات کی تفصیل بھی دی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کیوڈی اے: کیوڈی اے نے چیف سیکرٹری، کمشنر کوئی اور بورڈ آف روینیو کو لیٹر لکھا ہے اس بابت کیوڈی اے کے پاس کچھ میں ہے پھر بھی بلیں، چلاک، سبی روڈ میں مزید زمین دی جائے

تاکہ شہر سے موٹر شوروم، رکشہ شوروم، ڈیری فارمز گیراجز، موٹر سائیکل شوروم، اسکریپ گودام، آئرین ڈپنٹل کیے جاسکے۔

جناب اسپیکر: جی نصراللہ زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! میرے تیوں سوالات ایک ہی نوعیت کے ہیں۔ پہلا سوال تھا ہزار گنجی گیراج کمپلیکس میں اس کو فعال کرنا تھا۔ وہ بھی عوامی نوعیت کا ہے۔ دوسرا میرا سوال تھا ڈیری فارمز کو کوئی شہر سے باہر منتقل کرنے کا اور جو تیسرا بھی میرا سوال نمبر 258 ہے وہ بھی کوئی شہر میں شوروم کے حوالے سے ہے۔ شورومز کو انہوں نے باہر منتقل کیا یہ کر رہے ہیں لیکن ان کے لئے وہاں کوئی زمین آپ نے نہیں رکھی ہے۔ یہ شورومز والے یقیناً بہت سارے لوگ ہیں کار و بار سے منسلک ہیں وہ کوئی شہر سے اُن کو منتقل کیا جا رہا ہے۔ وہ بیروزگار ہونگے۔ تو کم از کم اُن کے لئے alternate زمین کا بندوبست تو آپ کریں نا۔

جناب اسپیکر: جی منشڑ صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کیوڈی اے: جناب اسپیکر صاحب! ایسا ہے کہ جو گیراج کے حوالے سے یہ لوگ بات کر رہے ہیں وہ ہماری جو کیوڈی اے کی زمین اس طرح نہیں ہے ہمارے پاس۔ مگر میں نے کیوڈی اے نے نوٹس موٹر سائیکل شوروم ہو، رکشہ شوروم ہو اور گاڑیوں کے شوروم ہو ان کو نوٹس دیتے ہیں کہ کوئی شہر سے باہر نکلیں۔ مگر ہمارے پاس کیوڈی اے کے پاس اس ظاہم کوئی اس طرح زمین نہیں ہے کہ ہم ان کو وہاں سیٹل کر سکیں۔ میں نے چیف سیکرٹری صاحب سے بھی بات کی ہے اس حوالے سے جام صاحب سے بھی کی ہے اور plus ہم نے جو ہمارے سینٹرائیم بی آر ہیں ان کو بھی application ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے through گئی ہے کہ آپ ہمیں کوئی سرکاری زمین دیدیں تاکہ ہم ان کو وہاں سیٹل کر سکیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! بس حکومت کا تو یہی کام ہے کہ لوگوں کو بیروزگار بھی کرو، نوٹس بھی دیدو لیکن ان کے alternate کوئی بندوبست نہیں ہے خود چیسر میں صاحب فرمار ہے ہیں کہ ہم نے ان کو نوٹس دیدیتے ہیں جب آپ موٹر سائیکل شوروم والوں کو نوٹس دیتے گا گاڑیوں کے شوروم والوں کو وہ بیروزگار ہو جائیں گے تو ہڑتا لیں ہوں گی۔ تو اس کے بد لے آپ ان کے لئے کوئی گلہ کا بندوبست کر لیں جہاں جگہ ہے وہ بھی ایکٹیو نہیں کر رہے ہو جہاں زمین نہیں ہے وہ تو پہلے سے نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: یہ منشڑ صاحب بتائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کیوڈی اے: یہ کورٹ کا آرڈر ہے کہ ریزیدنیشنل ایریا میں کمرشل میں نہیں ہو سکتی۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے نوٹس دیئے ہیں ان کو سیل نہیں کیا ہے ان کو نوٹس دیا ہے کہ آپ شہر سے باہر نکلیں ہے۔

جناب اسپیکر: شہر سے باہر جا کے اپنا کار و بار کر لیں نا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کیوڈی اے: ہاں۔ شکر الحمد للہ میں خود دو تین دفعہ visit کر چکا ہوں ہمارا interest نظر آ رہا ہے یہ ہمارا کوئی شہر ہے۔

میراختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! اس میں میں تھوڑا سا اضافہ کروں۔

جناب اسپیکر: آپ کیا کہتے ہیں کہ کیا کرنا چاہیے؟

میراختر حسین لانگو: جناب والا! میں یہی کہہ رہا ہوں محرک بھی یہی کہہ رہا ہے اور منسٹر صاحب بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ ہم نے ان کو notices دیئے ہیں۔ میں صرف ایوان کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہرہ ہوں کہ یہ صرف نوٹس نہیں دیئے باقاعدہ تمام شورومز کو ڈپلی کمشنر کے تھرو seal کر دیا گیا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں یہاں لوگ یہ روزگار ہو چکے ہیں۔

جناب اسپیکر: وہ تو کورٹ کا decision ہے۔

میراختر حسین لانگو: نہیں سرا! کورٹ کا decision ہے منسٹر صاحب نے ابھی خود کہا کہ کورٹ کا residential area ہے decision residential area میں commercial activities ہے residential area میں decision residential area کو کہتے ہیں جناب والا! میں نے اس دن بھی بات کی تھی جناب روڈ کے تمام

شورومز سیل ہیں۔ جناب روڈ residential area نہیں ہے commercial area ہے مسجد روڈ کے تمام شوروم سیل ہیں مسجد روڈ residential area نہیں ہے commercial area ہے جناب والا!

یہ روڈ کے تمام شوروم سیل کر دیئے گئے ہیں۔ یہ روڈ residential area نہیں residential area ہے۔ تو جناب والا! یہ جتنے بھی شوروم سیل کیے گئے ہیں یہ تمام کے تمام commercial area میں واقع ہیں جن کو سیل کیا گیا ہے residential area تیل گودام، وہاں مجھے مبین صاحب بتادیں کوئی شوروم کھلا

تھا۔ گلستان روڈ، شہباز ٹاؤن، جناح ٹاؤن، ہدہ، کلی اسما عیل، پشتوں آباد اور سیطلا نکٹ ٹاؤن۔ آپ مجھے بتادیں یہ تمام residential areas میں کوئی شوروم تھا جس کو سیل کیا گیا ہے یہکسی اسٹینڈ جناب روڈ کے تمام شورومز

کو سیل کر دیا گیا ہے جناب والا! اور ابھی سے نہیں 6 مہینے سے یہ شوروم بند ہیں 6 مہینے سے یہ لوگ یہ روزگار بیٹھے

ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ جی منستر صاحب۔

میرا خڑی حسین لانگو: جناب والا! ٹکیسی اسٹینڈ

جناح روڈ کا مین صاحب مجھے بتا دیں یہ کونے residential area میں ہے؟ یہ روڈ کے تمام شوروموں کو بند کر دیا گیا ہے جناب والا! یہ روڈ کا مجھے بتا دیں کونا سا residential area ہے؟ یہ تو سارے زیادتی ہے جناب اسپیکر! آخر یہ تو بتا دیں کہ کوئی شہر کے ساتھ کیوں ایسا کیا جا رہا ہے۔

جناب اسپیکر: ہو گیاناں آپ منستر کو بولنے تودیں۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ کیوڈی اے: جناب اسپیکر صاحب! ایسا ہے کہ کوئی شہر، بہت رش آپ شوروم کے حوالے سے لے لیں ویسے ہی ٹریفک بہت زیادہ ہے اگر ایک شوروم کے اندر 20 یا 25 گاڑیاں کھڑی ہوتی ہیں تو اس کی وجہ سے مسائل ہوتے ہیں۔ گورنمنٹ ان کے خداحتو استہ دشمن نہیں ہے۔ ہم نے ان کو یہ کہاں ہے کہ آپ کوئی شہر سے باہر نکلیں۔ ہم نے جو موڑ سائکل شوروم ہیں یا رکشہ شوروم ہیں اُنکو صرف نوٹس دیتے ہیں، انہوں نے صرف گاڑی شوروم کی بات کی ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں موڑ سائکلوں کا بھی کیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ کیوڈی اے: واقعی جو شہر کے اندر رہنے والے لوگ ہیں ان سے آپ پوچھ سکتے ہیں کہ کافی تکلیف میں ہیں اور کافی پریشان ہیں وہ اس حوالے سے۔ اب نصراللہ زیرے صاحب بھی یہی کہہ رہے ہے ہیں کہ ان کو منتقل کیا جائے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ نہیں کیا جائے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں نہیں، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ انہیں جگہ تودیدیں۔ جب آپ کے پاس زمین نہیں ہے اور آپ جناب اسپیکر! ان کے شوروم مزیل کر رہے ہیں وہ پیروزگار ہو جائیں گے وہ کہاں جائیں گے؟

جناب اسپیکر: ایک منٹ منستر صاحب! آپ لوگوں نے کوئی بندوبست کیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ کیوڈی اے: باقی جیسے گیراج کا انہوں نے بتایا ہے ان کے لیے ہمارے پاس زمین ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں یہ جو شوروم ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ کیوڈی اے: شوروم کے لیے زمین نہیں ہے، ہم نے زمین requirement میں چیف سیکرٹری صاحب کو بتا دیا ہے کہ ہمیں زمین دیتے جائے تاکہ ہم ان کو شفٹ کریں۔

جناب نصراللہ خان زیری: جناب اسپیکر صاحب! آپ ایک رولنگ دیدیں چیف سیکرٹری صاحب کو کہ وہ ان کے لیے زین کا بندوبست کریں۔

جناب اسپیکر: جی سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں انشاء اللہ وہ دیکھ رہے ہیں۔ وہ بھی دیکھیں گے۔

میرا خڑحیں لانگو: جناب والا! میں مبین صاحب کی بات کی وضاحت کرنا چاہوں گا جناب اسپیکر! دیکھ لیں۔ آپ نے پہلے دن سے۔ اس سے پہلے بھی آپ اسمبلی کاریکارڈ نکالیں اس پر ہم بات کر چکے ہیں اُس دن بھی ہمارا موقفہ یہی تھا آج بھی ہمارا موقفہ یہی ہے کہ آپ پہلے ان کے لیے alternate کسی جگہ کا بندوبست کر لیں۔ میں نے اُس دن مثال بھی دی تھی۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ کیوڈی اے: جناب اسپیکر!

میرا خڑحیں لانگو: مبین صاحب! ایک منٹ میں نے سر اُس دن مثال بھی دی تھی کہ جب سبزی منڈی کو بیہاں سے شفت کیا گیا پہلے وہاں ہزار گنج کمپلیکس بنایا گیا وہاں آڑتیوں کے لیے جگہ کا بندوبست کیا گیا اور تمام سہولتیں اُنکو دی گئیں اُس کے بعد ان سے کہا کہ آپ بیہاں سے شفت ہو کرو وہاں چلے جائیں۔ اور لوگ شفت ہو گئے کسی نے اعتراض بھی نہیں کیا ٹرک اڑا کو شفت کیا گیا وہاں پہلے ان کو جگہ دیا گیا اُن کے لیے اڑے والوں سے کہا شفت ہو جائے کسی نے اعتراض نہیں کیا۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔

میرا خڑحیں لانگو: آپ شوروم شفت کر دیں پیشک۔ آپ اُن کو alternate جگہ دیدیں۔ جناب اسپیکر! اُن کے شورومز کی ڈیمارکیشن کر دیں۔ تمام چیزیں اُن کو کر کے دیدیں۔ پھر ان کو بول دیں کہ بیہاں سے آپ شفت ہو کر کے وہاں جانا ہے۔ آپ نے متبادل بھی نہیں دیئے جناب اسپیکر! 6 مہینے سے آپ نے ان کے اوپر روزی کے دروازے بند کر دیئے۔

جناب اسپیکر: سوال میں سپلینٹری تو نہیں ہے آپ تقریر کر رہے ہیں۔

میرا خڑحیں لانگو: 6 مہینے تک جناب اسپیکر! کس روں کے تحت انہوں نے شوروم بند کر دیئے ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ بس کریں۔ ہو گیا۔ ابھی اتنی تقریر سپلینٹری پر تو نہ کریں۔

میرا خڑحیں لانگو: نہیں جناب اسپیکر! تقریر نہیں یوگ پھر غلط بیانی نہ کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ کیوڈی اے: جناب اسپیکر صاحب! میں ایک بات بتانا چاہوں کہ آپ کا عسکری

3 سروے 144 میں شور و مزکے لیے 300 شوروم کے لیے جگہ بھی بنالی ہیں یہ دہاں شفت نہیں ہو رہے ہیں۔ یہ جوبات کر رہے ہے تھے QDA کے حوالے سے ہم ان کے لیے زمین کی requirement مانگوا لیے کہ ایک اس سائیڈ پر بھی ہونا چاہیے۔ ویسے ان کو جگہ مل چکی ہیں سروے 144 میں 300 جاؤ پ کا۔

میرا ختر حسین لانگو: جناب والا! مبین صاحب وہ لست مجھے دی دیں میں ان کو زکاروں گا۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب اسپیکر: بس ختم ہو گیا آپ کی سپلینٹری نہیں ہے۔ اس کا مائیک بند کر دو۔ اتنی سپلینٹری پر دس questions کیسے ہو سکتے ہیں۔ آپ بحث کر رہے ہیں کیا کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ کیوڑی اے: آپ سوال لے آئیں۔

جناب اسپیکر: یہ سپلینٹری ہے کیا۔ آپ لوگ تو تقریر کر رہے ہیں اور 3 سپلینٹری سے زیادہ نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب اسپیکر: اختر لانگو صاحب! بس ہو گیا۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ کیوڑی اے: اسپیکر صاحب! آپ کل کا ٹائم رکھ لیں۔ میں آپ کو visit کر ادیتا ہوں 300 شوروم کے۔ اگر 300 شوروم وہاں نہیں بنے تھے تو میں ابھی اسمبلی سے resign دے دوں گا۔ اگر بنے نہیں تھے تو پھر آپ کے ہاتھ میں فصلہ ہے اور میں کیا بولوں۔ یہ غلط بیانیاں کیسے ہوتی ہیں اور کیسی بات کر رہے ہیں آپ۔

جناب اسپیکر: please لانگو صاحب ایک منٹ۔ سیکرٹری صاحب! ایسا کریں کہ چیف سیکرٹری کو لیٹر لکھیں کہ اس حوالے سے کورٹ کیا decision ہے۔ اور کیا گورنمنٹ کی آگے پالیسی ہے، سی ایم صاحب بھی بتا دیں گے وہ بھی ادھری ہیں۔ تو کچھ تو ضرور انہوں نے کیا ہو گا اور کورٹ کیا کہہ رہا ہے کہ کیا کرنا ہے کیا نہیں کرنا ہے کس طرح۔ یہ ساری رپورٹ لے لینا۔

جناب اسپیکر: جی میر عبدالعزیز صاحب! اپنا سوال نمبر 273 وہ نہیں ہیں۔ جواب آگیا ہے اس کو dispose off کیا جائے۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: (وزیر محکمہ خوارک) وہ اسلام آباد میں تھامیرے ساتھ بات کیا ہے اُس نے کہا آپ یہ 11 فروری 2020ء کا سوال ہے۔ تو میں نے کہا کہ یا تو اس کو dispose off کریں یا on behalf of Zabid Reki کوئی بھی اپوزیشن کی طرف سے پوچھ لیں۔

جناب اسپیکر: سوال نمبر 273 کو dispose off کیا جاتا ہے۔

وزیر یحکمہ خوراک: نصر اللہ ایک منت ٹھیک ہے۔ یہ جو اس نے question پوچھا ہے ایک ایک لفظ کا ہم نے جواب دے دیا ہے اس میں سپلیمنٹری کوئی بتاتی نہیں ہے اُس نے پوچھا ہے کہ کتنی فلور ملیں ہیں ہم نے کہا کہ 23 فلور ملیں ہیں۔ اُس نے کہا کتنا کوٹھہ ہے ہم نے کہا کہ ۔۔۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔ آپ لوگوں نے بولنا ہیں یا میں نے بولنا ہے۔

ملک نصیر احمد شاہ وہانی: جناب اسپیکر صاحب! محکم نہیں ہے وہ جواب دے رہا ہے۔

جناب اسپیکر: وہ اپنی performance ہے یہ محرک کیوں نہیں آتے ہیں سوال کرتے ہیں پھر غائب ہو جاتے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہ وہانی: جناب آپ نے اس dispose off question کو کیا لیکن وہ بولتے جا رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: گورنمنٹ اپنی performance دکھارہی ہے۔

وزیر یحکمہ خوراک: performance ہے شکر الحمد للہ۔

جناب اسپیکر: کتنا چست چاک و چوبند ہمارا منسٹر فوڈ ہے۔

وزیر یحکمہ خوراک: میں یہ کہہ رہا ہوں کہ سو اسال سے یہ defer ہو کر آ رہا ہے۔ میری گزارش یہ ہے اس نے کہا کہ آپ dispose off کر دیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ میں اس کے الفاظ دہرا رہا ہوں اور اس میں سپلیمنٹری سوال بتاتی نہیں ہے کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں سپلیمنٹری کا پوچھ لیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ اس کو off dispose کر دیں اگر اس کو کوئی اعتراض تھا تو fresh question لا میں میں تیار ہوں اس کے لیے۔ اچھا جناب اسپیکر صاحب! ساتھ ساتھ ہی ایک چھوٹی سی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں 17 اپریل کے جنگ اور شرق اخبار میں، کوئی ایک کھوسہ ہے۔ ایک رفتی سومرو ہے۔ اور ایک کوئی پتہ نہیں کوئی کھوسہ ہے انہوں نے allegation لگائے ہیں۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: please

وزیر یحکمہ خوراک: اگر آپ یہ چاہیں گے واللہ کہ تم بھی بات کر جائے ادھر پھر میں دیکھتا ہوں۔

جناب اسپیکر: پلیز اصرترين صاحب! please کچھ چیزیں ان کو explain کرنے دو۔

اصترترين صاحب please

وزیر یحکمہ خوراک و بہود آبادی: میں ایک وضاحت کر رہا ہوں اسپیکر صاحب جنگ اور شرق نے ایک خبر

لگائی ہے کہ جو procurement ہو رہی ہے ہمارے نصیر آباد ڈویژن میں۔ اس پر 300 روپے فی بوری کے پیسے لیے جارہے ہیں۔ جی ہاں، ہم پیسے لے رہے ہیں 300 روپے لے رہے ہیں۔ لیکن ان کی معلومات کے لیے میں گزارش کروں کہ بارداہ جو ہم خریدتے ہیں گورنمنٹ آف بلوچستان جو بارداہ خرید کرتی ہے وہ grower یا جو بھی produce کرتا ہے گندم، ہمیں جب سپلائی کرتا ہے وہ ہم سے بارداہ لے جاتے ہیں۔ اس کے against میں ہم 300 روپے سیکورٹی رکھتے ہیں فی بیگ۔ اور جب وہ سپلائی ہوتی ہے گندم ہمارے سینئر میں پہنچتی ہے تو ہم ہاتھ جوڑ کے انکو سلام پیش کر کے وہ تین سورپے فی بیگ ہم انہیں واپس کرتے ہیں۔ اس سے پہلے جب سے منشی میرے پاس ہے میں چیلنج کر چکا ہوں آج میں اس ہاؤس کے توسط سے میں گزارش کروں گا یہ میڈیا کو کہ جو بھی اُٹھے۔ کل میں کہوں کہ یہ جنگ اور مشرق والے پچاس پچاس روپے لیکر کے خبریں لگاتے ہیں۔ تو یہ اچھی روایات نہیں ہیں کسی پر allegation لگانا یا کسی پر کرپشن کے الزامات لگانا یا کوئی اچھی روایت نہیں ہے میڈیا کو یہ زیب نہیں دیتا۔ تین سوکی میں نے وضاحت کر دی ہے وہ سیکورٹی کی مد میں آتی ہے۔ اگر ہم ویسے شروع کر دیں تو یہ دس لاکھ بوری ہیں۔ دس لاکھ بیگ ہیں یہ چلے جائیں گے لوگ بازار میں بیچ دیں گے اور ہمیں تیس کروڑ روپے کا نقصان ہو گا گورنمنٹ آف بلوچستان کو۔ اسکی وضاحت یہ ہے آپ Custodian of the House ہیں میں آپ کا ایک ادنی سامنبر ہوں۔ میرے پاس ایک portfolio ہے میں چیلنج کرتا ہوں کھلا چیلنج یہ ہے کہ ایک عام پبلک سے لیکر ایک Representative کوئی بھی NAB سے لیکر تمام ایجنسیوں کو میں چیلنج کر رہا ہوں کہ کہیں بھی اگر یہ کرپشن ہو رہی ہے کسی نے یہ آگے تین کلوکی بھی ایک بات۔ تین کلوکا تین چھٹا گنگ بھی اگر کوئی لے رہا ہے میرے علم میں لے آئیں۔ ہمارے جو آفسرز ہیں اوپر سے نیچے تک آپ دیکھیں گے کہ وہ کس چیز کی سزا بھکتیں گے اُنکے خلاف کارروائی ہوگی۔ مہربانی کر کے یہ فٹ پاٹھو والی باتیں یہ میڈیا میسن رہا ہے یہ فٹ پاٹھی باتوں کو اخبارات کی زینت نہیں بنائیں۔ کسی کو تکلیف ہوتی ہے ہمارے ہزاروں لوگ مجھے approach کر رہے ہیں کہ جی بارداہ دو۔ ہم اس کو دیتے ہیں جو حقدار ہیں وہ جا کر کے پھر آگے sublet کرتے ہیں تو وہ ناراض ہو کر کے پھر اخبارات میں خبر لگوادیتے ہیں۔ یہ سومرو یا کھوسہ جو بھی صاحبان ہیں یا آئیں میرے پاس ثبوت کے ساتھ آئیں میں زبان دیتا ہوں میں commitment اس House میں دیتا ہوں کہ اس کے خلاف اس آفسرز اس الہکار کے خلاف full کارروائی ہوگی۔ تو میری میڈیا سے یہ گزارش ہے کہ کسی کے سفید کپڑوں پر داغ نہیں لگائیں یہ کوئی اچھی روایت نہیں ہے یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ شکریہ جناب اپسیکر۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ جی سوال نمبر 319 سوال نمبر 316 سوال نمبر 317 ان کو dispose off کیا جاتا ہے۔ جی سوال نمبر 398 کو next session کے لئے رکھتے ہیں۔ آگے منظر نہیں ہے۔ اس کو تو واپس بھیج دیں نا اس کو next session کے لئے۔ جی منظر نہیں ہے کیا آپ چاہتے ہیں کہ اسکا جواب آپ کو دے دیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: آپ اس کا جواب دے دیں گے۔ جی سوال نمبر 398۔ جناب اسپیکر! یہ میں نے پوچھا ہے منٹروشل ویلفیر صاحب سے کہ: question (الف) کیا یہ درست ہے کہ ملکہ سماجی بہبود کے زیر انتظام اندھمنٹ فنڈ کے تحت غریب و نادار مریضوں کا علاج و معالجہ کیا جاتا ہے۔

انہوں نے کہا ہے کہ ہاں۔ جناب اسپیکر صاحب! انہوں نے جو تفصیل ہمیں دی ہے اس میں ہوتا یہ رہا ہے کہ یقیناً بہت سارے غریبوں کو پیسے ملے ہیں۔ مختلف بیماریوں میں جو بنتا لوگ ہیں لیکن ان کا جو سوشل ویلفیر ڈپارٹمنٹ ہے entire the province ڈسٹرکٹ میں اس میں بہت سارے اضلاع کے لوگوں کے مریضوں کی تعداد انہائی کم ہے۔ بہت سارے ہیں بہت سارے نہیں ہیں۔ کیا مخصوص اضلاع میں یہ بیماریاں ہوتی ہیں باقیوں میں نہیں ہوتی۔ نہیں ان سب میں ہوتی ہیں throughout the Province تمام علاقوں میں۔

جناب اسپیکر: جی سلایمنٹری کیا ہے؟

جناب نصراللہ خان زیرے: heart کے بھی مریض ہوتے ہیں kidneys کے بھی مریض ہوتے ہیں پٹاٹس کے بھی ہوتے ہیں۔ جو سوشل ویلفیر ڈپارٹمنٹ ہے یہاں ڈائریکٹوریٹ اور نیچے لیوں کے وہ مریضوں کو obliges کرتے ہیں۔ وہ معمولی معمولی فارم پر تلقید کر کے ان پر اعتراضات لگا کر کے انکو واپس کرتے ہیں۔ یہ مطلب مریضوں کو discourage کیا جاتا ہے ان دفاتر میں سوشل ویلفیر کے دفاتر جو discourage کرتے ہیں کہ آپ کا نہیں ہوگا۔ آپ کی یہ چیز کم ہے۔ یہ میرے پاس لست پڑی ہوئی ہے اچھی بات نہیں ہے میں لے لوں۔ لیکن اس میں بہت ساری خامیاں موجود ہیں آپ منٹر صاحب وزیر اعلیٰ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس بارے میں لست آپ خود پڑھ لیں کہ ایک ضلع کے چار لوگ نہیں ہیں۔ دوسرے ضلع کے پچاس لوگ ہیں۔ مطلب بیماریاں تو سب جگہ ہیں تمام صوبہ ہمارا بیمار ہے۔۔۔

جناب اسپیکر: شاید انہوں نے approach نہیں کیا ہے۔

جناب نصراللہ خان زیری: تو یہی بات ہے کہ انکو discourage کیا جاتا ہے۔ جب میں فارم لے کے جاتا ہوں مجھے کہا جاتا ہے کہ آپ کا نہیں ہو گا سو شل ویفیر آفیسر غیر حاضر ہے ڈپٹی ڈائریکٹر صاحب غیر حاضر ہیں فلاں صاحب غیر حاضر ہوتے ہیں یہ یہ issue ہے۔

وزیر یحکمہ خوراک: جناب اسپیکر! میں نصراللہ صاحب کو سینڈ کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! بات یہ ہے کہ میری سی ایم صاحب سے بھی گزارش تھی پہلے بھی کی تھی میں اس ایوان میں رویا ہوں۔ میرے کلاس فلیو کا بیٹا انہی چیزوں کی نذر ہو گیا۔ وہ الشفاء میں پڑا ہوا تھا یہ اتنی lengthy process ہے مریض مر جاتا ہے یہ اسکی منظوری ہوتے ہوتے گزارش یہ ہے کہ ہم نے سی ایم صاحب سے بھی گزارش کی تھی بلکہ اس پر چیف منٹر صاحب شاید on-board ہیں۔ اچھا اس کا ہوا کیا کہ میری privilege motion اب بھی آپ کے good office میں پڑی ہوئی ہے۔ ایک ڈاکٹر نے بجائے اس کے کہ وہ اسکو recommend کرتا۔ اُس نے میرے اوپر الیف آئی آر کٹوانے کی کوشش کی میرے اوپر اور میرے بیٹے کے اوپر کہ جی یا آئے اور ہمارے شیشے توڑے اور پتہ نہیں کیا کیا۔ میں حلفاً کہتا ہوں میں روزے سے ہوں میں نے آج تک اُس کا ملینک تک نہیں دیکھا ہے۔ وہ اُس ڈاکٹر کے خلاف میری privilege motion پڑی ہے وہ بھی ابھی تک کمیٹی کی، پتہ نہیں مجھے بلا یا نہیں گیا ہے نہ اسکو بلا یا ہے۔

جناب اسپیکر: جی اس کو دیکھ لیں۔

وزیر یحکمہ خوراک و سماجی بہبود: جی؟

جناب اسپیکر: سیکرٹری سے کہہ رہا ہوں کہ اسکو آپ نے خود کہا تھا کہ date دوں گا لیکن ابھی تک دیا نہیں ہے۔ اُس کو بُلا لیں ابھی۔

وزیر یحکمہ خوراک و سماجی بہبود: جی میں تعلقات میں تھا۔ ایک دفعہ انہوں نے میرے ساتھ رابط کیا ہے اس کے بعد رابط نہیں۔ تو گزارش یہ ہے کہ اس کو جیسے کہ نصراللہ نے کہا کہ میں یہ نہیں اُس کی اس بات کو سینڈ نہیں کر رہا ہوں کہ مخصوص اضلاع کو۔ نہیں میں یہ کہتا ہوں کہ اس کا اتنا lengthy process ہے اس کا کہ ایک لیور کا ٹرانسپلانت ہو رہا ہے پیٹ میں پانی بھر جاتا ہے اور death ہوئی ہے۔ اور یہاں سے پھر کمیٹی ہے ڈاکٹر صاحب اُس کو recommend کرے گا اُس مریض کو لا کے اُس کی خدمات میں حاضری دلانی ہے اور physically اُس کو دیکھے گا۔ جب اسکو recommend ایک بہت بڑا ادارہ کر رہا ہے تو

اُس کو belief کرنا چاہئے۔ اور relief immediately کے لئے پیدا مل جائے تاکہ اُسکا علاج ہو۔ اب ہارت اٹیک ہوا ہے اور وہ انتظار کریں دو مہینے کیلئے کہ جی فنڈ آئے گا اور سو شل ویفیسٹ اپنا پر اس کامل کرے گا اُس وقت تک دوسرا اٹیک ہو جاتا ہے اور وہ اللہ کو پیارا ہو جاتا ہے۔ تو یہ نزارش ہے۔ ہم بیٹھے ہیں یہاں یہ پورا بلوچستان ہمارا ہے۔ اگر نصر اللہ کا حلقة ہے یا میرا حلقة ہے یہ سب کے حلقات ہیں۔ یہاں کے ہم اس مٹی سے پیدا ہوئے ہیں یہ مٹی ہماری ہے ہماری جان ہے ہم نے کبھی یہ۔ اب ہم نے بھرتیاں کی ہیں میرے ڈیپارٹمنٹ نے بھرتیاں کی ہیں انشاء اللہ جو اُس میں کوئی کرپشن ثابت کرے یا ہم نے کوئی وہ چیز نہیں کی ہے۔ جی شکر یہ۔

جناب اسپیکر: پہلے جواب دے دیں۔ تو منستر صاحب سے لے لیں۔ جی خلیل جارج صاحب۔

جناب خلیل جارج (پارلیمانی سیکرٹری برائے اقليتی امور): شکر یہ جناب اسپیکر صاحب۔ میرے خیال یہ کہنا غلط ہے کہ کسی بھی ڈسٹرکٹ میں یہ ہوا ہے۔ یہ پروگرام بغیر کسی رنگ نسل، کسی مذہب کے ہیں۔ اور اس میں تمام اس وقت جو تفصیل میرے پاس ہے۔ اور یہ کتاب میں میرا خیال ہے کہ معززر کان اگر یہ book پڑھ لیتے تو اس سوال کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ آپ دیکھیں سر! ہمارے پینل پر جو ہسپتال ہیں اسلام آباد میں ہمارے پاس شفاء انتہشیل ہے، الشفاء ٹرسٹ ہے اور اس کے علاوہ لاہور میں شوکت خانم ہے، کراچی میں تقریباً ہمارے پاس میں کے قریب ہسپتال ہیں جن میں علاج ہوا ہے۔ ابھی تک سر! پندرہ سو لوگوں کا علاج ہو چکا ہے۔ اور اس میں اس ٹائم جو آٹھ diseases ایسے ہیں جو واقعی ہی غریب لوگ afford نہیں کر سکتے۔ اور ان آٹھ diseases میں میں خود witness ہوں کہ بغیر کسی رنگ نسل، مذہب کے ان کو accommodate کیا گیا ہے۔ اور اتنی شفافیت ہے اس پروگرام میں کہ ہم direct پیسے کسی کو نہیں دیتے ہیں ہم direct hospital کو دیتے ہیں جب ان کا علاج کمل ہوتا ہے۔

جناب اسپیکر: جی منستر صاحب اس میں یہ کہ lengthy process کی وجہ سے timely چیزیں نہیں ہوتی ہیں۔ CM صاحب نے سن لیا ہے میرے خیال میں اس میں بہتری لا میں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اقليتی امور: کینسر کی جب آپ disease کو۔ جب کینسر، دل کے امراض، کڈنی، بیپا ٹائمس، جگر کے ٹرانسپلانٹ، بون نیرو۔ جلے ہوئے لوگوں کا۔ سرجیکل ان سب کیلئے ایک ٹائم توگلتا ہے میں یہ نہیں کہتا لیکن تمام ڈسٹرکٹ ۔۔۔

جناب اسپیکر: CM صاحب سے approach کریں ٹائم میں بہتری لا میں اگر ہو سکتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور: سر! بہتری مل بیٹھ کے ہو سکتی ہے۔ لیکن سوال ہمیشہ چھوٹا ہوتا ہے اور جواب بڑا ہوتا ہے۔ اپوزیشن والے بھائی جواب سُنتا ہی نہیں چاہتے ہیں۔ سوال پرسوال کردیتے ہیں۔ سوال ایک لائن کا ہوتا ہے ہم نے بچپن میں بھی سکول میں دیکھا ہے، کہ ایک لائن کا سوال ہوتا ہے جواب ٹھوڑا المبا ہوتا ہے۔ گورنمنٹ جواب دینا چاہی ہے نہیں سُننا چاہرے ہے میں۔

جناب اسپیکر: نہیں بڑا اچھا point آپ نے highlight کیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور: اسیں اگر مزید چاہتے ہیں تو میں بتا سکتا ہوں کہ اب تک کتنے پیسے خرچ ہو چکے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی صدیقی صاحب۔ پہلے صدیقی صاحب اُٹھئے ہیں۔ سپیمنٹری۔

جناب عبدالواحد صدیقی: شکریہ۔ تقریباً تمام اراکین اسمبلی یہ محسوس کر رہے ہیں کہ process lengthy ہے۔ اس حوالے سے میرا ایک مریض ہے میرے اپنے حلقے کا ہے حمید اللہ نوجوان لڑکا ہے، وہ تقریباً کوئی دو میہنے سے بیمار پڑا ہے وہاں گمبٹ سندھ میں۔ اُس سے وہ ڈیماڈ کر رہے ہیں کہ ہمیں 35 لاکھ روپے دیں تاکہ ہم آپ کا آپریشن کر دیں۔ وہ process میں نے مکمل کر دی ہے by hand پوری سری میں نے جام صاحب کے ہاں پہنچا دی ہے kindly اگر اس حمید اللہ نامی شخص جو کہ نوجوان ہے اُس سے 35 لاکھ روپے مانگ رہے ہیں وہ سارے process میں نے مکمل کر دی ہے، اُن کی آپ پتہ کریں۔

جناب اسپیکر: جی ملک صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوی: جناب اسپیکر صاحب! مسئلہ یہ ہے کہ فنڈر زکم ہیں۔ گزشتہ تین مہینے سے اس کی میٹنگ ہوئی ہی نہیں ہے۔ مریض بہت زیادہ ہیں۔ بات یہ ہے کہ بلوچستان میں بہت سارے لوگ مختلف امراض سے مر رہے ہیں اُس کے اندر heart کا بھی ہے کینسر کا بھی ہے، اگر زیر اعلیٰ گورنمنٹ کو اقتی استطاعت ہے تو اس کے فنڈر زکو بڑھائیں۔ اس پر ابھی ایک جنگ جاری ہے کہ میرے علاقے کے مریض کیوں مر رہے ہیں؟ بلوچستان میں ویسے تو مرنے والے بہت زیادہ ہیں لیکن اگر وہ ٹھوڑی فراغلی کا مظاہرہ کریں چار مہینے سے میں نے بھی بہت سارے لوگوں کی درخواستیں جمع کی ہیں۔ آج تک اُس کی میٹنگ نہیں ہو پا رہی ہے۔ ایسے مریض ہیں جن کا میں نام لے سکتا ہوں وہ آج اس دنیا میں نہیں ہیں، تو اس کے لئے بجائے آپس میں لڑائی کا۔۔۔

جناب اسپیکر: جی ثناء اللہ بلوج صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوج: شکریہ جناب اسپیکر۔ میرے خیال میں individual cases کو discuss

کرنے کی وجہ سے اس کے mechanism کو اگر ہم دیکھیں جب شروع میں یہ پروگرام launch ہوا تھا سو شل و یلفیر کا۔ یہ جو انڈومنٹ مریضوں کے حوالے سے ہے۔ ہم نے اُس وقت ایک خامی کی نشاندہی کی اول تو یہ ہے کہ یہ سو شل و یلفیر کے ذریعے سے ہونا چاہیے تھا یہ ہیلتھ کا issue ہے۔ اب آپ سن رہے ہیں کینسر کا ہے وہ کہہ رہا ہے جگر کا ہے، یہ کہہ رہا ہے گردے کا ہے، The issue itself relates to the health department۔ تو ہم نے اُس وقت کہا تھا کہ اس سے پہلے کافی جگہ پر یہ experience ہوا ہے چیزیں decentralized ہوتی ہیں۔ اگر آپ ڈسٹرکٹ سطح پر ان کی آبادی اور ان کی بیماریوں کا سارا چارٹ مل جائیگا آج کل۔ آج کل ڈیٹا اتنا زیادہ available ہے کہ آپ ان کی آبادی کے اعتبار سے ڈسٹرکٹ کو ایک اپیشن فنڈ دیتے، جو غریب مریضوں کیلئے ہوتا اُس میں آپ ڈی ایچ او کو ایم ایس کو اور ڈپٹی کمشنر کو آپ کا دل کرتا ہے تو ممبر صوبائی اسمبلی کو اس کا نمبر بنا دیتے یہ decentralizes ہوتی۔ کمیٹی اگر کوئی مریض خاران میں پڑا ہوا ہے تو اُس کو پہلے الشفاء جانا پڑیگا میرے پاس اس طرح کے سینکڑوں کیس ہیں میں individual case discuss نہیں کرنا چاہتا۔ وہ پہلے الشفاء جائیگا ساری verification کروایا گا وہاں سے estimate لے آیا گا۔ اسکے بعد وہ کاغذ پھر ڈی سی کے پاس جائیگا۔ پھر ڈی سی اس پر دستخط کر لے یہاں بھیجے گا اور پھر یہاں فال چھ سے سات مہینے اُس وقت تک کافی مریض مرچکے ہوتے۔ اگر ہم واقعی لوگوں کی support کرنا چاہتے ہیں The issue its self relate to health department یہ مریضوں کا ہے اس کو آپ فنڈ بیٹک سو شل و یلفیر اور ہیلتھ کو ملا کے اس کو آپ دے دیں ڈسٹرکٹس کو 3 کروڑ، چار کروڑ اور حلقہ نامہ کوئی مریض لیتا ہے حلقہ نامہ جمع کریں۔ اور distrust اتنا زیاد ہے ہماری سوسائٹی میں سسٹم میں تو اسی لئے آپ ان کو centralized کرتے ہیں جب چیزوں کو travel کرتے ہیں آج یہ صوبہ رک کیوں گیا ہے؟ بیماریاں کیوں بڑھ گئی ہیں؟ آپ بجاۓ پندرہ سو کا۔ جارج صاحب نے ذکر کیا میں figure پر نہیں آؤں گا۔ یہ تین ارب روپے آپ نے پندرہ سو مریضوں کے علاج کروائیں۔ ایک اچھی حکومت یہ ہوتی ہے کہ وہ تین ارب روپے لگا کے 45 ہزار مریض کا اپنے گھروں میں خدمت کر سکتی ہے بجاۓ الشفاء بھیجنے کے۔ ڈھائی ارب روپے میں دنیا کے بہترین سے بہترین سرجن انہیں اپنے جہازوں میں travel کر کے کوئی نہ آسکتے ہیں۔ جو جگر کے بھی آپریشن کریں گے، گردوں کا بھی کریں گے جو کینسر کے مریضوں کا بھی علاج کریں گے۔ ڈھائی سے تین ارب روپے بلوچستان سے جب یہاں سے باہر گئے ہیں چھوٹی رقم نہیں ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت اس معاملے کو سنجیدگی سے لینا چاہتی ہے واقعی

کرنا چاہتی ہے غریبوں کی مدد کرنا چاہتی ہے تو جناب اسپیکر! آپ اس پر مشورہ دے دیں حکومت کو اگر وہ سننا چاہیے تو مہربانی ہوگی۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ بڑا اچھا پوائنٹ آپ نے اٹھایا ہے۔ جی اصغر ترین صاحب۔ سپلینٹری بتا نہیں ہے لیکن important issue CM صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں ان کے نالج میں بھی یہ چیزیں آجائیں۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! یہ lengthy process ہے۔ اور اتنا اذیت ناک process ہے کہ بندہ ایک مرض میں بیٹلا ہوا وہ مہینوں مہینوں انتظار کرتا ہے اور جب اُس کی باری آتی ہے یا اُس کو compensate کرنے کیلئے، compensation دینے کے لئے اُس کو یہ جواب ملتا ہے کہ جی آپ کے ڈاکونٹس پورے نہیں ہیں۔ تو ایک بندہ جب مریض ہوتا ہے اور وہ جب end point پر آتا ہے تو اُس کو بولتا ہے کہ آپ کے پیسے نہیں ملیں گے آپ کے ڈاکونٹس پورے نہ ہوں تو اُس مریض پر کیا گزرتی ہوگی۔ جناب اسپیکر! ایک واقعہ quote کرنا چاہتا ہوں یعنی سال ڈیڑھ سال قبل تین بیچاں کینسر کے مرض میں بیٹلا تھے جن کا کیس میں نے ذاتی خود تین دفعہ put up کیا ہے لیکن یقین جانیے وہ بچہ ابھی بھی کینسر میں بیٹلا ہیں کوئی سننے والا ہے نہ کوئی بولنے والا ہے اب وہ میرے پاس آتے ہیں میں نے اُس سے کہا ہے کہ میرے بس میں جو تعاون کرنے کیلئے تیار ہوں لیکن یہ جو process ہے یقیناً یا اتنا اذیت ناک process ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ اس کو ختم کیا جائے اور مریضوں کو یہ کہا جائے کہ اپنی مدد آپ کے تحت کریں بجائے اس process کے۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں اگر اس کو رکھنا ہے، اگر آپ نے مریض کو compensate کرنا ہے تو جیسے شاء بلوج صاحب نے کہا ہے کہ ڈی ایچ او ہوا وہاں کا ڈی سی ہو، یہاں سیکرٹری ہیلٹھ کے حوالے کی جائے پھر بھی بھاگ دوڑ کی جاسکتی ہے۔ بجائے یہ کہ سوشن ولیفیر کے حوالے ہو۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ۔

جناب نصراللہ خان زیریے: question کا محرك میں ہوں۔ میں نے خود ایک ضمنی سوال کیا ہے۔ ویسے میں تین سوال کر سکتا ہوں ضمنی۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں، آپ نے پر اپرٹی بنا دیا ہے ہاؤس کا۔ اب ہاؤس کی پر اپرٹی ہے آپ کی نہیں ہے۔ آپ ایک منٹ بیٹھیں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: میں ذرہ سا۔ وزیر اعلیٰ صاحب بھی بیٹھے ہیں، ایسا ہے کہ اس میں بنیادی

تبدیلیاں لائیں۔ آپ کا سو شل ویلفیر۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ ہمیں تو بولنے دیں مفسٹر سے گورنمنٹ سے لے لیں۔ اتنے اپوزیشن نے بول دیا ایک چیز آپ کے نالج میں ہونا چاہیے کہ جب آپ نے اس کو پر اپرٹی بنادی ہاؤس کی پھر آپ کا نہیں رہتا ہے ہاؤس کا ہے۔ تو اس میں آپ کا ایک سپلیمنٹری بھی نہیں بتتا ہے اگر آپ کا سوال آتا ہے۔ اگر سپلیمنٹری کرتے ہیں بھی آپ کو چیز اجازت دیتا ہے۔ جام صاحب! یہ بڑا اچھا اقدام ہے گورنمنٹ کا اور بہت سارے لوگ اس میں اُن کا علاج کیا گیا اور اللہ نے اُن کی جانبیں بچالیں، بہت اچھا ہے اگر اس میں فلور میں جتنی وہ چیزیں آئی ہیں اگر اس میں کوئی کمی بیشی کہیں پر ہے آپ سمجھتے ہیں تو اس میں بہتری لانے میں آپ کوئی کردار ادا کریں۔ ان میں process کو بھی۔ جی۔

جامع کمال خان عالیانی (قاائد ایوان): میں تھوڑی سی اس میں آپ کی اجازت سے۔ جی میرے خیال میں اگر ایک بڑی سنجیدہ چیز پرسوال آیا ہے تو اچھا ہے اس میں تھوڑی سی clarification ہو۔ اس کی افادیت کتنی ہے، کتنی نہیں ہے یہ تو ہم اُن 1500 لوگوں سے پوچھ سکتے ہیں جن کی جانبیں اس انداز میں بچی ہیں جن کے پاس گھر میں شاید کھانے کو بھی نہیں تھا اور اُن کے اوپر حکومت نے کسی پر 60 لاکھ، کسی پر 50 لاکھ، کسی پر 40 لاکھ خرچ کیے ہیں۔ ایک بات میرے خیال میں شاء بلوچ صاحب تھوڑا سا میرے خیال میں نہیں سمجھ پائے، یہ 3 ارب روپے endowment fund کے ہیں۔ یہ 3 ارب روپے خرچ نہیں ہو رہے، 3 ارب کے جو پسیے interest کے آتے ہیں وہ پسیے خرچ ہوتے ہیں اور اس کا مقصد endowment fund کا یہ بنانا تھا کہ یہ ایک ہتھی دفعہ میں یہ پسیے خرچ ہو کر ضائع نہ ہوں۔ اور یہ پسیے ماضی میں بھی استعمال ہوتا رہا ہے لیکن ماضی میں اس کی کوئی ایسی مثال نہیں ہے اور ہمیلتھڈی پارٹمنٹ کی جہاں تک بات ہے کہ health care کا یہ totally different ہے۔ یہ ایک different ہے، یہ ہمیلتھڈی پارٹمنٹ اُس کی care نہیں کرتا۔

ہمارے ہاں عموماً بھی سوال آتا ہے کہ جی ہمارے ہاں تو جی facilities باقی ساری چیزوں کے اندر جہاں کی بیشی ہے تو بلوچستان میں کوئی کینسر Hospital نہیں ہے۔ لیکن الحمد للہ آج یہ گورنمنٹ کینسر سپتال بھی بنا رہی ہے۔ جس کے حوالے سے ہمارے سریاب کے ممبران بیٹھے ہیں شیخ زید سپتال کے اندر ایک کام اُس کا ہو رہا ہے اور وہ بھی انشاء اللہ جلدی complete ہو گا آپ کے سامنے۔ تو ہم بلوچستان کے لوگوں کا اگر علاج بھی کرنا چاہیں۔ yes کی بیشی ضرور ہو گی ہر انسان کا علاج بھی نہیں ہو سکتا۔ کیا ہم جانتے ہیں کہ پورے بلوچستان میں سب کا علاج ہو گا؟۔ کچھ رہ جائے گا جتنا آپ کے پاس فنڈ ہو گا اُتنا ہو گا۔ اور جہاں تک اس

کے decision making کا ہے یہ بھی ہم نے ماضی میں یہ پوری discretion ہوتی تھی چیف منٹر کے پاس۔ یہ پیسہ پہلی دفعہ اُس discretion سے نکل کر ایک ادارے کے پاس گیا جہاں بورڈ ممبر ہیں جہاں آپ کے پاس سوسائٹی کے لوگ ہیں، جہاں آپ کے پاس گورنمنٹ کے لوگ ہیں جہاں آپ کے پاس professionals ہیں۔ اور وہ بورڈ وہ فیصلہ کرتا ہے، میں جام کمال یا کھیت ان صاحب یا عارف صاحب یا زیرے صاحب اس فیصلے کو ہرگز نہیں کر سکتے کہ یہ فیصلہ genuine ہے کہ نہیں، ہمارے قریب ضرور لوگ ہیں اور ہمیں اپنے سارے لوگ ہی اگر یقینی طور پر آپ اس کی فائل دیکھیں گے میرے خیال میں یہ brochure بھی آپ کے سامنے پڑا ہے، کوئی کے بعد اگر سب سے زیادہ جن لوگوں کا علاج ہوا ہے ان کا تعلق پشین سے ہے، آپ کے ضلعوں سے ہے جن پر میرے خیال میں زیادہ بات کر رہے تھے بلکہ ترین صاحب تو کہہ رہے تھے کہ ان کو بند کر دینا چاہے۔ 68 کے لگ بھگ لوگ جو ہیں وہ ضلع پشین کے لوگ ہیں جنہوں نے اس سے فائدہ حاصل کیا ہے۔ باقی اضلاع میں لوگ کم ہیں اور آپ اگر کہہ سکتے تھے کہ شاید اسد بلوچ صاحب کے ضلع میں آج شاید 200 لوگوں کا علاج ہوتا، آج ان کے ضلع میں سب سے زیادہ لوگوں کا علاج نہیں ہوا ہے۔ باقی اضلاع کے لوگوں کا زیادہ ہوا ہے۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اگر چاہتے ہیں کہ ideal ہو تو یہ ایک پروگرام ہے جو بلوچستان کے اُس طبقے کے لوگوں کو محنت کے حوالے سے ایک سہولت دے رہا ہے جو کبھی موجود ہی نہیں تھا۔ yes، time consuming ہے کہ اس میں شفافیت بھی لانی ہے، اگر اس کے اندر time consumption ہیں ہوگا اور ہم ان cases کو rectify کریں گے جو میری اور آپ کی خواہش پر ہوں گے یعنی میرے پاس جو آدمی آئے گا وہ میرے قریب ہوگا، کھیت ان صاحب کے میرے پاس جو آدمی آئے گا وہ میرے قریب ہوگا، زیرے صاحب کے میرے پاس جو آدمی آئے گا وہ میرے قریب ہوگا، ہر آدمی چاہے گا کہ اُس کے جانے والے کا علاج ہو۔ لیکن اگر یہ نیمری اور آپ کی خواہش پر اگر پھر سے بورڈ کے اندر جانا شروع ہو جس طرح ترین صاحب نے کہا کہ میں نے تین دفعہ سفارش کی، ہو سکتا ہے کہ ایک اور ایسا مریض ہو جو شاید اُس سے زیادہ ضرورت مند ہو۔ تو اس میں نہ کبھی ہم نے کسی کی سفارش کی ہے نہ ہمارے لوگوں نے کی ہے۔ اور میرے خیال میں آج اس بات کی شفافیت اس بات سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ جہاں ہمارے ممبران even سی ایم سیکرٹریٹ بھی کسی کے لیے کہہ رہا ہے کہ جی آپ اس کو دیکھ لیں اور وہ کہتا ہے کہ جی ہمیں اپنا فیصلہ کرنے دیں تو اُس کے اندر کوئی شفافیت ہے۔ اس کے process میں ایک بڑی اچھی تجویز میرے خیال میں زیرے صاحب کی آئی ہے اس کی amount جو endowment fund کی ہے وہ بڑھائی

جائے۔ کیونکہ 3 ارب کی لاگت سے جو monthly پیسے ملتے ہیں وہ کم ہیں، ہم اگر 5 ارب تک لے جائیں تو وہ تعداد پیسوں کی بڑھ جائے گی اور اس سے زیادہ لوگوں کا علاج ہو سکتا ہے۔ اور آپ ایک اور چیز پر بھی غور کریں کہ ہم بلوچستان کے سینار (CENAR) اور ایک دوسرے اداروں سے بھی لوگوں کا علاج اس سے کروارہ ہے ہیں اور باقی جس کی تفصیل پارلیمانی سیکرٹری صاحب ہی بتا رہے تھے تو یہ ایک پروگرام ہے یہ پہلی دفعہ شروع ہوا ہے پورے بلوچستان میں بلکہ پورے پاکستان میں یہ پروگرام نہیں ہے۔ کوئی صوبہ اس طریقے کا پروگرام آج تک پاکستان میں نہیں چلا رہا۔ یہ صوبہ بلوچستان چلا رہا ہے اور میرے خیال سے ہمیں اس پروگرام support کرنا چاہیے۔ اس پروگرام کے حوالے سے یقینی طور پر ایسی تجویز دیں جو میرے خیال میں زیرے صاحب نے دی ہیں۔ لیکن یہ بڑا مناسب ہے جیسے کسی نے کہا کہ پروگرام کو بند کر دیا جائے تو اس پروگرام کو اگر ہم بند کریں۔ ہمیتھہ ڈیپارٹمنٹ کا دیکھیں اس سے بالکل الگ ہے۔ ہمیتھہ ڈیپارٹمنٹ ان چیزوں کا علاج وہ ایک primary care ہے اور ایک tertiary care کے اندر جو بھی ہم جس طرح ہم services کی health کر رہے ہیں وہ health اپنا کام الگ کر رہا ہے۔ اس کا تعلق پاکستان کے اُن hospitals کے ساتھ ہے، یہاں MS کوئی کام اس کا علاج نہیں کر رہا، آغاخان میں ہو رہا ہے، الشفاء میں ہو رہا ہے، باقی اداروں میں ہو رہا ہے۔ اور وہاں اگر لوگوں کو ایک اچھی سہولت مل رہی ہے، ہم لامحال اُس کو کوشش کرنا یہ چاہیے کہ ہم اُس کو decentralized یہ subject decentralized کا subject کا case to case ہے۔ کہ اس کا کبھی ہم انتظار کریں کہ جی جب تک سبیلہ نے اپنے 50 لوگوں کا کوٹہ پورا نہیں کیا ہے تو ہم خاران والے کو یا ہم پیشیں والے کا علاج نہیں کریں گے، یہ تو آپ انصاف ہی نہیں کر پائیں گے اگر آپ نے کوٹہ سٹم کر دیا۔ اس case to case ہے اس کا ایک بورڈ ہے independent Board ہے اور اس بورڈ میں عوامی لوگ بھی ہیں، specialized کرنے لوگ بھی ہیں وہ یہ فیصلہ کا تعین کرتے ہیں کہ ہمیں کیا processes اپنے بجٹ میں رکھنے چاہیں میرے خیال میں ہم اس کو support کریں یہ ایک بڑا اچھا initiative ہے، اس کی funding کے حوالے سے انشاء اللہ اس بجٹ کے اندر ہم کوشش کریں گے کہ ہم اس کو بڑھائیں تاکہ اگر لوگ جہاں ماہانہ 100 لوگوں کا علاج ہو رہا ہے تو کم از کم دوسو لوگوں کا علاج ہو سکے۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ چیف منستر صاحب۔ جی توجہ دلاؤ نوٹسز۔ جی قائد ایوان نے بولا ابھی نہیں ابھی نہیں ہو سکتا، جناب نصراللہ خان زیرے! آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس۔ سپلائمنٹری تو ختم ہو گئے، وہ بعد میں آجائیں

ن۔ بعد میں آجائیں، دیکھیں قائد ایوان نے جواب دیا اب آپ لوگ بھی تھوڑا اس کو۔ جی نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا توجہ دلا و نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

میر سعید احمد کھوسہ (وزیر حکومتہ مال): جناب اسپیکر! میرے سوالات کو off dispose کیا ہے یا ان کو defer کیا ہے؟

جناب اسپیکر: نہیں، ان کو off dispose کر دیا ہے، آپ کی جان چھڑادی ہے۔ کبھی آپ نہیں آتے کبھی وہ نہیں آتے۔ بس کام ہو گیا آج ہی آپ کا کام ہو گیا۔ جی زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب بہت بہت شکریہ میں وزیر برائے محکمہ ماشراہینڈ منزل کی توجہ ایک مسئلہ کی جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ مورخہ 11 مارچ 2021 کو مارواڑ کردا ٹنگ کار پوریشن کی کوئلہ کان میں دھماکہ ہوا جس میں 6 لیبر جاں بحق ہوئے اور ساتھ ہی ہر نانی سے مسلک طور غر کے کوئلہ کان میں بھی دھماکہ ہوا جس میں 7 مزدور جاں بحق ہوئے۔ حکومت نے مذکورہ جاں بحق لیبرز کے لواحقین کی مالی امداد کی بابت اب تک کیا اقدامات کیے ہیں تفصیل فراہم کی جائے۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ جی منسٹر ماشراہینڈ منزل۔

وزیر حکومتہ ماشراہینڈ منزل: زیرے صاحب نے جو توجہ دلا و نوٹس دیا ہے اُس کا تعلق محکمہ ماشراہینڈ منزل سے نہیں ہے اُس کا تعلق محکمہ محنت و افرادی قوت کا جوڑیلی ادارہ ہے ورکرز ویلفیر بورڈ، وہ ان حادثات میں جوفوت ہوتے ہیں کائن کن اور مزدور ان کی مالی معاونت کرتا ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! میں ذرا بول لوں پھر آپ جواب دے دیں۔

جناب اسپیکر: آپ نے بول دیا ہے۔ جواب دیں جی منسٹر لیبر۔ آپ منسٹر کو تھوڑا دیں۔ جی۔

جناب محمد خان لہڑی (وزیر حکومتہ لیبر و مین پاور): دیکھئے۔

جناب اسپیکر: جی اذان ہو رہی ہے۔ اذان کے بعد منسٹر لیبر اینڈ مین پاور۔

(خاموشی۔ اذان عصر)

جناب اسپیکر: جی منسٹر لیبر اینڈ مین پاور۔

جناب محمد خان لہڑی (مشیر وزیر اعلیٰ برائے محکمہ لیبر و مین پاور): شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ جیسے میرے دوست نے جو سوال کیا ہے اس کا تعلق Workers Welfare Board سے ہے۔ کیونکہ جہاں بھی ہمارے جو ماشراہینڈ پارٹمنٹ یا آپکی factories میں جو register ہوتے ہیں مزدور۔ وہیں پر اگر کوئی حادثہ

ہوتا لک جو مالک ہے فیکٹری کا کوئی بھی ہو اس کو 3 لاکھ روپے ادا کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ case کو بھیج دیتا ہے welfare workers welfare Board کے پاس وہیں پر اس کا scrutiny کرتا ہے جس میں 6 لاکھ روپے مزدور کو دیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: جی!

جناب نصراللہ خان زیری: جناب اسپیکر صاحب! یہ ان کے پاس ہمارا جو department ہے، جناب اسپیکر! یہ ایسے لوگ ہیں اُتمادگانِ خاص ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ ایسا کریں ناں، منشڑ صاحب سے ملیں۔

جناب نصراللہ خان زیری: نہیں۔ میں مطمئن نہیں ہوں، دیکھیں ہماری جو labour کی Mines کی ہیں وہ سب سے زیادہ پسے ہوئے لوگ ہیں۔ کل رات کو بھی ڈکی میں کان میں حادثہ ہوا، پتہ نہیں آخری خبروں کے آنے تک کتنے وہاں مزدور ہُدناخواستہ جاں بحق یا زخمی ہوئے ہیں۔ ہر روز یہ واقعات ہوتے ہیں، آپ کا جو Workers Welfare Board ہے یا Mines and Mineral Department کچھ نہیں کر رہا ہے میں آپ کو ذرا تفصیل دیتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آپ ایسا کریں ناں منشڑ صاحب سے ملیں۔

جناب نصراللہ خان زیری: جناب اسپیکر! آپ مجھے سُنیں۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ سُنیں ناں، آپ اس پر اتنا مبارجہ ہے ہیں۔ آپ نے اُس میں بہتری لانی ہے تو منشڑ صاحب سے ملیں کہیں پر قانون۔۔۔

جناب نصراللہ خان زیری: نہیں بہتری کیسے لائیں؟ میں نشاندہی تو کروں ناں۔ آپ کے ڈیپارٹمنٹ کے سکریٹری صاحب ہوتے ہیں اُن کے نیچے جناب اسپیکر! منشڑ ہوتا ہے جو education کی labour اور اُنکی health سہولیات سے متعلق وہ کام کرتا ہے۔ وہ فی ٹن جو tax لیتا ہے وہ کم از کم 132.50 پیسے ہے سالانہ کم و بیش 20 کروڑ روپے وہ جمع کرتا ہے کمشنر جو ما نز منزل ہے۔ انہوں نے کیا سہولیات دی ہیں؟ کوئی سہولت وہاں ما نز منزل میں موجود نہیں ہے۔ دوسرا آپ کا Director General ہوتا ہے اُس کا کام ہوتا ہے کہ رائٹنگی وہ collect کرتا ہے ما نز کی allotment کرتا ہے۔ وہ فی ٹن 130 روپے وہ لیتے ہیں انہوں نے کیا کام کیا ہے؟ ما نز یہ کیلئے؟ کچھ نہیں کیا ہے۔ پھر Chief Inspector of Mines ہوتا ہے جن کی بنیادی ذمہ داری safety of Workers ہوتی ہے وہ بھی فی ٹن 32.50 پیسے tax لیتا ہے یہ

مہاٹت (20 اپریل 2021ء)

29

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کروڑوں روپے سالانہ جمع ہوتے ہیں لیکن آج تک جو مزدور کی trainings ہوتی ہیں آج تک دوسال میں ایک بندے کی انہوں نے training نہیں کی ہے۔ انہوں نے مجھے جواب دیا ہے یہ سارا جواب غلط بیانی پر مبنی ہے۔

جناب اسپیکر: جواب تو اس میں ہے نہیں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: کوئی انہوں نے ٹھیک نہیں کہا ہے اس بارے میں میں گزارش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جو written جواب دیا ہے؟

جناب نصراللہ خان زیریے: جو آئے دن حادثات ہوتے ہیں آپ نے ماٹرز میں کوئی safety کا کام کیا ہے؟ کوئی workers کو آپ نے بتایا ہے کہ آپ کی ماٹرز میں اس طرح جانا ہے؟ نہیں، وزیر اعلیٰ صاحب اس department میں اتنا پیسہ آرہا ہے کم و بیش سالانہ 2 ارب روپے جو ہم tax collect کرتے ہیں یہ ماٹرز منرل میں، وہ پیسہ کبھی ان بیچاروں پر لگا ہے؟ آپ تین لاکھ روپے دیتے ہیں بندہ مر جاتا ہے وہ بھی تین لاکھ روپے پر نہیں ایک سال کے بعد انکو ملتا ہے۔

جناب اسپیکر: 6 لاکھ، 6 لاکھ۔

جناب نصراللہ خان زیریے: میری درخواست یہ ہو گی کہ اس ڈیپارٹمنٹ کو لیا جائے اس کو ٹھیک کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ جی منظر صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماٹرز اینڈ منرل: جناب اسپیکر صاحب! پہلے جو اس نے توجہ دلا و نوٹس لایا ہے اس نے وہ سوال بھی غلط کیا ہے ہمارے دوست نے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے آپ جواب دے رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماٹرز اینڈ منرل: پہلے وہ اپنا سوال صحیح کریں کہ آیا وہ Mines Department سے پوچھنا چاہتے ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں وہ اب Labour and Man Power سے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماٹرز اینڈ منرل: یا Worker Welfare Board سے پوچھنا چاہتا ہے۔ جو سوال اس نے کیا ہے اس کا تعلق worker welfare board سے ہے میں نے پہلے بھی بتایا کہ بہت سے ہمارے ماٹرز کے مالک ہیں یا Industries کے ہیں کہیں پر بھی جو مزدور register ہیں یا جو مزدوروں ہاں پر کام کرتے ہیں اگر خدا نا خواستہ انکو کوئی حادثہ پیش آئے تو جو فیکٹری کا مالک ہے وہ 3 لاکھ روپے خود

سے ادا کرتا ہے اس کے بعد اس کیس کو defer کیا جاتا ہے worker welfare board میں جہاں پر scrutiny کی جاتی ہے اور merit list پر جو لوگ ہیں انکو اسی جگہ 6 لاکھ روپے دیتے جاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ آپ ایسا کریں معزز زمین کے ساتھ بیٹھ کر دیکھیں اگر کہیں پر کمی بیشی ہے اور اس کو دوڑ کر سکتے ہیں وہ کر لیں۔ جی شکریہ۔

جناب اسپیکر: جناب شاء اللہ بلوچ صاحب! اپنی توجہ دلا و نوٹس سے متعلق سوال دریافت کریں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر! میں وزیر برائے ملکہ منصوبہ بندی و ترقیات کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کرواتا ہوں کہ جنوبی بلوچستان کن اضلاع پر مشتمل ہے؟ اور کیا یہ فیصلہ یعنی جنوبی بلوچستان کا فیصلہ کسی صوبائی اسمبلی یا کسی قانونی forum پر کیا گیا ہے؟ نیز بلوچستان کے جن اضلاع میں 600 ارب روپے کے ترقیاتی اسکیمات رکھے گئے ہیں اس کی منظوری کس forum پر لی گئی ہے ان اسکیمات کی مکمل تفصیلات فراہم کریں۔

جناب اسپیکر: جی وزیر برائے ملکہ منصوبہ بندی و ترقیات توجہ دلا و نوٹس کی بابت وضاحت کریں۔ جی

Minister Finance on behalf of P & D

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر ملکہ خزانہ): شکریہ جناب اسپیکر! یہ جو ہمارے معزز رکن صاحب نے ایک توجہ دلا و نوٹس پر South بلوچستان package کا ذکر کیا ہے basically اس کا ایک background ہے، اس کا یہ ہے کہ کوئی 2008ء سے onward بلوچستان کے جو جنوبی اضلاع ہیں، ان میں ایک low intensity, insurgency وہاں پر شروع ہو گئی تھی جس کی وجہ سے وہاں پر جو constructions کام تھے وہ روک گئے تھے۔ بہت سے ایسی جگہوں پر company پر حملہ ہوا اُنکی منشیز جلانی گئیں کافی جگہوں پر مزدور مارے گئے یہی سلسلہ 2013 سے 2018 تک تھا جس میں تربت، کچ، پنجوگر، گوادر، آواران، خاران، خضدار اور بھی کئی اضلاع تھے۔ جناب اسپیکر! چونکہ وہاں پر ایک سلسلہ چل رہا تھا کس کی وجہ سے ترقی روک گئی تھی اور وہاں کے لوگوں کی جو Socio Economic Development ہے وہ بھی روک گئی تھی۔ جب یہ حکومت آئی تو اس حکومت میں حکومت پاکستان کے ساتھ اور جو stakeholders ہیں، 29 اکتوبر 2020 کو National Development Council کی Meeting کی ہوئی وزیر اعظم پاکستان کی سربراہی میں اس میں یہ فیصلہ ہوا کہ ان areas میں جہاں پر law and order کی صورتحال مندوش تھی اور جہاں پر لوگوں کی

ترقی ڑک گئی تھی، ایک ایسے package کا اعلان کیا جائے جس میں انکو دوبارہ باقی دے کر جو ہمارے صوبے کے اصلاح ہیں یا باقی جو پاکستان ہے، اُنکے برابر لایا جائے۔ اور انکا مدد ادا ہو جائے تاکہ specify ہو جائے وہاں پر infrastructure کا ایک سلسلہ بنادیں۔ جناب اسپیکر! یہ package جو ہے یہ Provincial Public Private Partnership، اور Government، Federal Government اور کئی اس طرح کے interventions ہیں جس میں تمام fields کو جو ہے وہ cater for کیا گیا ہے۔ اگر اس کا آپ نمبر دیکھیں تو یہ ٹوٹل 199 اسکیمات ہیں جس میں وہ بھی شامل ہیں جو on-going PSDP اسکیمات بھی تھے جو Law and Order کی وجہ سے ڈک گئے تھے جس کی مثال آپ کو اس طرح دوں کہ ہوشاب، آواران روڈ کوئی عرصہ دراز سے public sector program کا ایک حصہ تھا لیکن اُس پر execution نہیں ہوئی۔ اسی طرح آپ کا نونکنڈی، ماشکیل روڈ ہے کئی عرصہ سے اس کا حصہ تھا لیکن کام نہیں ہوا خاران یک مج روڈ ہے کئی عرصہ سے حصہ تھا پچھلی گورنمنٹ میں کام شروع ہو گیا تھا۔ اسی طرح پیسمہ، نال خضدار روڈ ہے اُس پر بھی کئی عرصہ کام بند تھا بھی شروع ہو چکا ہے تو اُس پر تقریباً 40% Provincial Government Interventions کے کام شروع ہو گیا تھا۔ اسی طرح یہ اور Irrigation sector، road sector کے ہیں۔ جس میں Federal Government کا کام fencing border areas میں ہے کہ جو آپ کو پتہ ہے کہ کام جاری ہے۔ اور اُس fencing کی وجہ سے وہاں کا جو bilateral border trade ہے وہ کافی متاثر ہوا۔ اور آپ کو پتہ ہے کہ ہمارے لوگ اکثر ویژٹر انکا تعلق جو ہے اور انکا ذریعہ معاش جو ہے وہ border trade سے آتا ہے۔ چونکہ informal trade کا یہاں کام مقام آگیا کہ انکو alternate develop کر کے دیا جائے تو بلوچستان کے لئے ایک سوچنے کا مقام آگیا کہ border markets کا جو اس طرح develop کر کے دیا جائے تو اُس میں جتنے بھی border routes ہیں جو سڑکیں border کی طرف جاتی ہیں اور border markets ہیں خصوصاً دیک کا جو border market ہے گوادر کا جو ہے گپت کا border market ہے اُنکو کیسے develop کریں اُنکا infrastructure کیسے بنائیں تاکہ آنے والے وقت میں لوگوں کا جو روزگار border کے ساتھ لگا ہوا ہے اور آج کل ایک hype سی create ہو گئی ہے آپ نے دیکھا ہو گا اخباروں میں social media میں مختلف parties نے بیانات بھی اس حوالے سے دیئے ہیں تو یہ long term development ایک basically short term, mid term

interventions ہیں جو حکومت بلوچستان نے وفاق کے ساتھ مل کر کرنے ہیں۔ اسی طرح اس میں interventions کے بھی health department کے بھی interventions کے بھی health department کر کرنے ہیں۔ جو حکومت بلوچستان نے وفاق کے ساتھ مل کر کرنے ہیں۔ اسی طرح اس میں districts ہیں وہاں پر زرستگ کا الجزر بننے ہیں۔ اسی طرح میں خضدار ہے آپ کا تربت ہے اور بھی باقی کچھ date-factories نئی ہیں۔ اسی طرح ایک اور بھی project ہے، واشک پنگلور، تربت میں youth development کے حوالے سے کہ اُن کو capacity building ministry of national technology fund دی جائے جس میں digital training skill information technology کے توسط سے جو ہے ہمارے 35 ہزار نوجوانوں کے provide کی جائے گی تاکہ وہ آنے والے ویتوں میں اپنا روزگار خود کاملاً سکیں۔ تو جناب اسپیکر! یہ ساری جو ہیں وہ میرے پاس موجود ہیں۔ جس میں non PSDP funding project یہ سولہ details projects to be undertaken in PPP Mode public private ہیں۔

priority projects یہ پندرہ ہیں۔ یہ ملکا کر جو ہے کوئی 75 PSDP ongoing projects کا 84 جو ہم نے ابھی جا کے فیڈرل پی ایس ڈی پی سے منظور کرانے ہیں۔ اور دوسرا جو 75 PSDP کا feasibility کی کی ہے جن کا میں نے کچھ کا ذکر کیا کہ وہ کافی عرصہ سے پڑے ہوئے تھے law کی وجہ سے کام روک گیا تھا۔ حکومت بلوچستان نے حکومت پاکستان کے ساتھ مل کے اُن تمام مخدود projects کو دوبارہ شروع کر دیا ہے۔ لیکن اس میں ایک غصہ اور بھی ہے چونکہ یہ سوال کا حصہ نہیں ہے لیکن میں بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس project کو لے کر ایک hype ہے ہم دیکھ رہے ہیں کہ بار بار create ہوتی جا رہی ہے۔ کہ بلوچستان کا ایک حصہ بہت ترقی کرنے جا رہا ہے جو یورپ بن جائے گا اور دوسرا حصہ جو ہے وہ بالکل رہ جائے گا تو جناب اسپیکر ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب اسپیکر:

وزیر مکملہ خزانہ: دوسرا ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ اس project کو لے کے کچھ corners جو ہیں یہ تاثر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ خدا نخواستہ حکومت بلوچستان نے ایک پلان بنایا ہوا ہے کہ northern Balochistan کو علیحدہ کر رئے ہیں۔ جناب اسپیکر ایسی کوئی

بات نہیں ہے۔ یہ جو سارا project conceive ہوا ہے یہ بالکل نیک نیتی کی بنیاد پر ہوا ہے۔ مقصد صرف یہ تھا کہ ہمیں یعنی اس گورنمنٹ کو ادراک ہو چکا ہے کہ جو law and order کی صورتحال پیدا ہو گئی ہے، socio economic development basically ہے۔ اور یہ تمام projects ہونگے تو uplift socio economic یا ایک آجائے گی۔ لوگوں کی زندگیاں بہتر ہو گی۔ لوگوں کا روزگار اور کارروبار بہتر ہو گا۔ لوگوں کا جو informal trade ہے، جس کی وجہ سے ایک hype create ہو گئی ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے highways پر جو accidents ہو جاتے ہیں۔ یا کچھ اور issue ہو جاتا ہے، کبھی اور معاملات آجاتے ہیں۔ کبھی border پر جو وہاں پر oil traders ہیں ان کا issue آجاتا ہے۔ تو حکومت نے سوچا ہے کہ سب کا حل یہ ہے کہ ہم ان کو ایک بہترین infrastructure کے دیں۔ تاکہ ان کی border trade بھی ہو جائے۔ ان کی industrial development بھی ہو جائے۔ اور اس کے ساتھ جو اصل issues ہیں ان کو address کریں اور وہاں کے لوگوں کی جو ہے socio

- Thank you very much - economic development ہو جائے۔

جناب اپیکر: جی شکریہ۔ جی ثناء اللہ بلوچ صاحب۔ بھی صاحب آپ اس پر ابھی بات نہیں کر سکتے ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: ابھی میں بات کر لوں گہرام صاحب۔ جناب اپیکر صاحب شکریہ پتہ نہیں ظہور صاحب میرے چھوٹے بھائی ہیں ان کی باتیں تو میرے سر سے گزر گئیں، اب جزل پیلک کو پتہ نہیں اس میں کیا سمجھ آئے گا۔ میرا سوال بہت ہی مختصر تھا اور اس کے پیچھے بالکل جو بات انہوں نے حقیقت کی کچھ حقائق ہیں۔ یہ constitution کی کاپی ہے آپ کے table پر پڑی ہو گی۔ میں نے اس لیے refer کر دیا تھا، میں نے اس پر جو سوال کیا ہے قانونی اور آئینی فرم، جناب والا اپنے آئین کا صفحہ نمبر کھولیں اس کو کہتے ہیں صفحہ نمبر 3۔ آئین شروع ہی یہیں سے ہوتا ہے باقی اس سے پہلے table of content ہے۔ ابتدائیہ ہے۔ آئین کا حصہ اول جہاں سے آئین شروع ہوتا ہے اُس کے حصہ اول میں نیچے آئین گے تو لفظ ہے ابتدائیہ۔ اُس کے بعد جو ہے 1 Artical اُس میں پاکستان کا نام ہے مملکت پاکستان۔ اُس کے بعد جو سب سے important چیز آتی ہے دوسری وہ یہ ہے پاکستان کے علاقہ جات یعنی آئین میں جب علاقوں کو اتنی اہمیت حاصل ہے۔ اور جب وہاں پر اُن کو آئین کے اندر سب سے پہلے لفظ پاکستان اور اُس مملکت کی اسلامی حیثیت اور اُس کے بعد علاقہ جات کی جو ہے تشریع کی گئی ہو۔ وہ کیا ہے جناب والا! پاکستان کے علاقے مندرجہ ذیل پر مشتمل ہوں گے۔ صوبہ

جات: بلوچستان، خیبر پختونخوا، پنجاب اور سندھ۔ اُس کے بعد full stop—that's it۔ اُس کے بعد آتے ہیں باقی یہ آپ کے جواہم ہیں یہ جزو (ب) میں آجاتے ہیں آپ کی federal territory ہے۔ پھر آپ کے northern areas ہیں کوئی بھی جناب والا! ان کو کہے کہ تھوڑی سی صبر patience کیکنے کے لیے بھی ضروری ہوتی ہے۔ جب constitution کے اندر علاقوں کی بالکل واضح تشریع دی گئی ہو۔ تو ہم نے 18th amendment میں north-south یہ جو ہم نے کے پی کا نام کیوں تبدیل کیا NWFP کا۔ اس لیے کہ وہ بھی بھی تھا کہ شمال مغربی، مشرقی صوبے اُس میں بھی کوئی وضاحت نہیں تھی بس شمال پر ہے ہمارے بلوچستان کے جنوب میں ہے۔ اس لیے جناب والا پچاس سال لگے اُس کے بعد اٹھارویں ترمیم آئی تاکہ جناب والا وہاں پر۔

جناب اسپیکر: تو اس میں کیا ہے؟ اچھا آپ بیان کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر اگر آپ مجھے پورا نئیں پھر اس کو آپ سمجھ پائیں گے۔ کہ ہم لوگوں کے representative ہیں اور جب لوگوں میں جاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں، آپ بیان کریں نا۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: اچھا! اس کے بعد جب آپ کوئی بھی legal document بناتے ہیں۔ جب آپ کوئی بھی project بناتے ہیں۔ جب آپ کوئی proposal دیتے ہیں۔ گورنمنٹ کی کوئی بھی constitutionally demorcrated document ہوتی ہے اُس میں جو بھی آپ کے provinces divisions ہیں۔ آپ کے districts ہیں، اُس سے ہٹ کر آپ کوئی اور لفظ استعمال نہیں کر سکتے ہیں۔ پھر artical آ جاتا ہے آئین کا آرٹیکل 6۔ میں اس لیے اس کے ساتھ relate کر رہا ہوں کہ وہاں پر یہ بات کی گئی ہے۔ آئین کا آرٹیکل 6 کہتا ہے کہ آئین میں نہ صرف آئین کی تنخیج اگر آئین میں کوئی تحریک کاری کرے۔ constitutional terrorism۔ constitutional terrorism۔ terrorism کس کو کہتے ہیں جناب والا؟۔ بیہیں سے شروعات ہوتی ہیں اُس کی۔ جب آپ کے پاس بلوچستان کی ایک واضح شناخت ہے۔ جب آپ کے پاس administrative divisions 7 ہیں۔ جب آپ کے ہاں number of districts clearly identified کسی کو دینا چاہتے ہیں تو what are the development package ہے اور socio economic basis ہے اُس کی basis کو۔ آپ کی

آپ define کر کے اس فورم پر جناب والا۔ (ماغلٹ)۔

جناب اسپیکر: نہیں اُس کا مطلب یہ ہے کہ south کا آپ نے نام لیا وہ آئین میں نہیں ہے۔ ثناء بلوج صاحب میرے خیال سے ان چیزوں میں کہیں پر ہوا ہے نا۔ اب نئی جیٹی پر جاؤ گے۔ کام کرنے دیں۔

جناب ثناء اللہ بلوج: جناب اسپیکر صاحب! پہلے آپ مجھے سنیں میں اس کی conclusion میں آتا ہوں کہ غلطی کہاں پر ہوئی ہے۔ پھر میں آتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آپ کا مطلب ہے کہ نیا نام south دیا ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ ثناء صاحب اتنا مبارک۔

جناب ثناء اللہ بلوج: جناب والا! آپ بات تو سنیں اس طرح تو نہیں ہوتا نہ۔ وہ اگر نہیں سنتے ہیں آپ تو **as** a سنیں پھر آپ سمجھیں گے۔ جب تک ہم سنیں گے نہیں تو ہم ایک دوسرے کو سمجھیں گے نہیں۔

جناب والا even

جناب اسپیکر: جناب اسپیکر to the point نہیں آتے آپ اس کو اتنا لمبا لے جاتے ہیں کہ ہم بھول جاتے ہیں روزے میں کہاں سے شروع کیا ہے اور کہاں ختم ہو گا۔

جناب ثناء اللہ بلوج: for instance جناب والا! یہ جنوبی بلوچستان ہے۔ آپ اسپیکر ہیں میں نے اس فورم میں اس سے بڑا بلوچستان کا کوئی فورم ہے۔ میں نے کہا ہے کہ اُس پر کون سے اضلاع شامل ہیں؟ نہ آپ کو پتہ ہے اور نہ مجھے پتہ ہے اور نہ بلوچستان کے کسی اور شخص کو پتہ ہے۔ جو باقی ظہور صاحب نے یہاں پر بتائیں میرے دوست نے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب آپ کہتے ہیں کہ جنوبی بلوچستان۔ تو جنوبی بلوچستان کے اضلاع تو آپ define کریں کہ کون سے ہیں۔ جو اضلاع عام بلوچستانی کو ابھی تک پتہ نہیں ہے جو اضلاع انہوں نے define کیے ہیں وہ بھی پاکستان کے جو بھی ہمارے geographical اور ecological zone کے مطابق میں وہ جنوب میں پڑتے ہیں وہ جنوب مغرب میں پڑتے ہیں۔

اگر ان کی غلطی بھی کپڑی جائے چار منٹ کے لیے کہیں کہ جی intention نہیں ہیں۔ کوئی بلوچستان کو الگ نہیں کیا جا رہا ہے۔ میں آپ کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ آپ نے سبیلے سے لے آئیں آپ اگر خاران کو بھی شامل کر لیں اُس میں آپ نے بہت بڑی غلطی کی ہے یہ صرف جنوبی بلوچستان بنتا ہی نہیں ہے۔ ہم نے جناب والا! تقریباً تیس، چالیس سال سیاست کی ہے بلوچستان کے نام کو بچانے کے لیے۔ ہم نے کبھی جنوبی و شمالی بھی بلوچستان کی تقسیم کے حوالے سے جس نے بھی کوئی بھی اس طرح کی اگر ایک سوچ پیدا ہوئی ہے تو ہم نے اُس کی ہمیشہ ہر فورم پر مذمت کی ہے۔ میرے دوست نے محترم نے بڑی اچھی بات کی۔ اب میں آتا

ہوں اس کے aspect کے بارے میں۔ انہوں نے کہا کہ جی فارمنگ کا لج بھی میں شامل ہے۔ یہ سارے PSDP کے projects ہیں۔ ہوائی فارمنگ نہیں ہوتی ہے اگر اس ملک کا وزیر اعظم کہتا ہے کہ 6 سوارب روپے کے projects ہیں یہ فورم یہاں پر بیٹھے منتخب نمائندوں کو یقین نہیں ہے کہ وہ ان تمام اسکیمات کو دیکھیں، ان تمام اسکیمات کی منظوری دیں۔ ہمارا 80 ارب روپے کی جو PSDP ہے۔ ایک سوارب روپے کی پی ایس ڈی پی ہے۔ ایک سوا ایک ارب روپے کا خسارہ ہے۔ ہر سال یہاں پر اس کو پیش کرتے ہیں۔ یہاں سے اس کی approval لینے ہیں۔ یہاں بلوچستان ہے کہ جس کی اسمبلی کو یہ معلوم نہیں ہے کہ 600 ارب کا پنج بن رہا ہے اور یہاں پر ہم سارے جو ہیں خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ nursing college میں بنے گا۔ کیوں کہتا ہے خاران روڈ یک لمح روڈ بن رہا ہے۔ خاران یک چھ 6 سال پہلے کے NHA کے اسکیم میں ہے۔ یہ کہاں سے بلوچستان ساتھ package میں آیا۔ خاران میں nursing college تین سال پہلے کی PSDP میں ہم نے ڈلوایا۔ اب میں آتا ہو جناب والا اس کے دوسرا perspective ہے۔ ہاں ہم بالکل اس بات پر اتفاق کرتے ہیں۔ جناب والا ہم اس بات پر کمل اتفاق کرتے ہیں کہ بلوچستان کے جو جنگ زدہ علاقے ہیں 2003 کے بعد بلوچستان میں جو سورش پیدا ہوئی، بلوچستان کا اسلام آباد کے ساتھ جو تنازع ہے اُن تنازعات کو مد نظر رکھتے ہوئے بلوچستان کے بہت سے اضلاع ہیں جو پاکستان کے human development index میں سب سے پچھے رہ گئے ہیں۔ ظہور صاحب یہ بلوچستان کے components کا human development index ہے۔

جناب اسپیکر: جی میرے خیال میں۔ جی

جناب ثناء اللہ بلوچ: آواران سے لیکر بدستی ہے شومنی قسمی ہے شرم کا مقام ہے ہم بلوچستانیوں کے لیے کہ دنیا میں human development index میں اور پاکستان میں آواران سب سے آخر پر ہے اور خاران بھی اسی طرح، واشک بھی اسی طرح، پیچ بھی اسی طرح، ہرنائی بھی اسی طرح، قلعہ عبداللہ بھی اسی طرح، ہڑوب بھی اسی طرح، ڈیرہ ہلگٹی even development index میں آواران سے صرف دو اعشار یہ جو ہے وہ اوپر ہے۔ اگر آپ نے کوئی package بنایا ہے 6 سوارب روپے ہیں۔ آپ کو اس کی چاہئے، آپ کو اس کی legitimacy چاہئے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ بلوچستان کا socio ownership combination ہے۔ اگر یہ strategic package ہے یا economic package ہے دونوں

کا توجہ جناب والا آپ نے کونسا سروے کروایا ہے ضروریات کس جگہ پر ہیں۔ human development index ہے کیا جناب والا آپ کی knowledge ہے اس میں جناب والا آپ کا life expectancy ہے اس میں جناب والا آپ کا education standards ہیں۔ اس میں جناب والا آپ کی infrastructure ہے یعنی اُس میں education forum پر کوئی اس طرح کی۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ نہیں اس پر آپ بحث نہیں کر سکتے ہیں۔ آپ نے توجہ دلا و نوٹس دیدیا۔ منظر نے جواب دیا۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب والا! منظر نے کیا جواب دیا آپ مطمئن ہیں جنوبی بلوچستان سے؟۔ جناب والا آپ بات تو سنیں۔

جناب اسپیکر: جو requirements ہیں آئین کا اُس پر جانا پڑے گا اس طرح نہیں ہے کہ آپ کہہ گئے اور ہم سارا دن سنتے رہیں گے۔۔۔ (مداخلت)۔ مذاق نہیں ہے تو پھر اُس پر قرارداد لے آئین ناں جو چیز لاتے ہو اُس کے مطابق چلیں۔ جی۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے پانچ تجاذب یہاں پیش کر رہا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی بگٹی صاحب! اگر آپ نے کرنا ہے تو اس پر آپ fresh question لا ائمیں؟

جناب ثناء اللہ بلوچ: یہ question نہیں توجہ دلا و نوٹس ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں بگٹی صاحب کھڑے ہیں آپ کا نہیں کہہ رہا ہوں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: وہ بھی اسی پر بات کریں گے سر۔

جناب اسپیکر: نہیں وہ نہیں کر سکتے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: کریں گے بالکل بگٹی صاحب کو بھی اس پر موقع ملے گا۔ میرے دوست بھی اس پر بات کریں گے۔

جناب اسپیکر: نہیں آپ کیا custodian ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: میں custodian نہیں ہوں۔

جناب اسپیکر: تو کس طرح آپ اجازت دے رہے ہیں۔ آپ کہتے ہیں وہ بھی بات کریں گے ثناء بلوچ صاحب آپ house کے ڈیکور کا خیال رکھیں۔ نہیں نہیں آپ کیسے یہاں پر بدمعاشی کر رہے ہیں۔ نہیں آپ کیسے کہہ رہے ہیں کہ یہ بات کریں گے۔ توجہ دلا و نوٹس میں نہیں نہیں، توجہ دلا و نوٹس کا آپ نے روپڑھا

ہے؟۔ اُس میں آپ سوال کر سکتے ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب والا! ایک important question پر ہم سب نے بات نہیں کی؟ آج بلوچستان کی تقسیم کرنے کی بات دانستہ طور پر۔

جناب اسپیکر: وہ سوال تھا انہاں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: سرکار کی کاغذوں میں آگیا ہے سرکار چھ سوارب روپے چھپا کر خرچ کر رہا ہے۔

جناب اسپیکر: ثناء بلوچ صاحب آپ سب کچھ جانتے ہوئے چیزوں کو کیوں خراب کر رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت)

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر اور دوسری بات یہ ہے کسی بھی حکومت کو یہ اجازت نہیں کہ 6 سوارب روپے اس اسمبلی کی اجازت کے بغیر خرچ کریں۔

جناب اسپیکر: ثناء بلوچ صاحب! پھر آپ اس کو توجہ دلاو نوٹس میں نہیں لاتے اس کو سوال کی شکل میں لاتے یا قرارداد لاتے۔ جی رخصت کی درخواستیں۔۔۔ (مداخلت) نہیں، نہیں اس طرح نہیں ہوتا ہے آپ بہت بدمعاشی کر رہے ہیں۔ آپ Floor بھی سب کو دے رہے ہیں اس طرح نہیں ہوتا ہے۔ جی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔۔۔ (مداخلت) آواران بھی بلوچستان کا حصہ ہے اس پر بھی جام صاحب اتنا ہی توجہ دیگئے جہاں ضرورت ہوگی۔۔۔ (مداخلت)۔ جی مہربانی۔ نہیں نہیں، آپ لوگ بھی صحیح نہیں کر رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔ جی رخصت کی درخواستیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب نے بسلسلہ علاج کوئٹہ سے باہر جانے کی بنارواں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار محمد صالح بھوتانی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کی استدعا کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نواب زدہ طارق مگسی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

- سیکرٹری اسمبلی: سردار یار محمد رند صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔۔۔ (داخلت۔شور)
- جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی: سردار سرفراز چاکر ڈوکی صاحب یروں ملک جانے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔۔۔ (داخلت۔شور)
- جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی: میر عمر خان جمالی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔
- جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی: میرزادہ علی ریکی صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
- جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی: حاجی محمد نواز خان کاٹھ صاحب نے نجی مصروفیات کی بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
- جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔۔۔ (داخلت۔شور)۔
- سیکرٹری اسمبلی: مکھی شام لال صاحب نے ناسازی طبیعت بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
- جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی: جناب ٹائٹس جانسن صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
- جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر ربانہ خان بلیدی صاحبہ نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گی۔
- جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ مستورہ بی بی صاحبہ نے ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ زبیدہ بی بی صاحبہ نے رشتہ دار کی فوتگی کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔۔۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب اسپیکر: (مداخلت۔شور) نہیں اس طرح نہیں ہے سارے رونز خود بناتے بھی ہو اور violate بھی خود کرتے ہو۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔

جناب اسپیکر: جناب اصغر علی ترین صاحب کی جانب سے تحریک التوانہ نمبر 1 موصول ہوئی ہے۔ میں قواعد و انصباب کار محیر 1974ء کے قاعدہ نمبر (1) 75 کے تحت تحریک التوانہ نمبر 1 پڑھ کر سناتا ہوں۔

تحریک یہ ہے کہ مورخہ 6 اپریل 2021ء کو پیشین سے تعلق رکھنے والے ایک نوجوان بلاں احمد کو ان کے پڑول پھپ پر قتل کیا گیا اس طرح کلی چرمیان سے تعلق رکھنے والے شیکسی ڈرائیور جو غریب گھرانے سے تعلق رکھتا تھا رہنzuوں نے پیشین میں قتل کر دیا۔ مزید برآں ایک اور نوجوان کو بھی گولی مار کر قتل کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ متعدد افراد چوری اور ڈیکیتی کی وارداتوں کے دوران یا تو قتل کر دیئے گئے یا تو رخنی کر کے عمر بھر کے لئے اپاچ کر دیئے گئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت امن امان قائم کرنے میں ناکام ہو چکی ہے۔ اور نہ ہی حکومت کی جانب سے امن امان قائم کرنے کے حوالے سے اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر امن و امان کو زیر بحث لا دیا جائے۔

جناب اسپیکر: آیا تحریک التوانہ نمبر 1 کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟ جوارکین اسمبلی اس کے حق میں ہیں وہ اپنی نشتوں پر کھڑے ہو جائیں۔

جناب اسپیکر: تحریک کو مطلوبہ رائکین کی حمایت حاصل نہیں ہوئی۔ لہذا تحریک التوانہ نمبر کو نہ مٹا دیا جاتا

جناب اسپیکر: سرکاری کارروائی۔

وزیر ملکہ خوراک و بہودا بادی: یہ بہانے بناتے ہیں کہ صوبے کو تقسیم کیا جائے۔ آپ ملکہ موسماں کو سنیں۔ کہتا ہے جی شمال مشرقی بلوچستان میں بارش ہوگی۔ فلاں جگہ پرشکی ہوگی، مغرب کی طرف تو پھر پاکستان بھی انہوں

نے تقسیم کر دیا ان کو ہمارا جو اس موجودہ حکومت کی ترقی پسندانہ سوچ ہے۔ یہ ان کو پتہ ہے کہ 2023ء میں یہاں پہ کچھ نظر نہیں آئے گی۔

جناب اسپیکر: گورنمنٹ ہی گورنمنٹ ہو گی۔

وزیر یحکمہ خوراک و بہبود آبادی: جیسے پہلے جناب نیشنل پارٹی کا حشر ہوا، پشتو نخوا میپ کا حشر ہوا انشاء اللہ باقیوں کا بھی یہی حشر ہو گا۔ یہ چیزیں دیکھ کے انکو اندر سے جل آؤٹ ہوتی ہے کہ جی یہ پارٹی تو اتنا کام کر رہی ہے۔

جناب اسپیکر: جی سردار صاحب شکریہ۔

جناب اسپیکر: بلوچستان کم سے کم اجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 09 مصدرہ 2021ء) کا پیش کیا جانا۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ لیبر اینڈ مین پاور بلوچستان کم سے کم اجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 09 مصدرہ 2021ء) کو ایوان میں پیش کریں۔

میر محمد خان لہڑی مشیر وزیر اعلیٰ برائے محکمہ لیبر اینڈ مین پاور: میں محمد خان لہڑی، مشیر وزیر اعلیٰ، وزیر برائے محکمہ لیبر اینڈ مین پاور کی جانب سے بلوچستان کم سے کم اجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 09 مصدرہ 2021ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: بلوچستان کم سے کم اجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 09 مصدرہ 2021ء) ایوان میں پیش ہوا۔ آپ اس میں exemption مانگ رہے ہیں، کمیٹی میں نہیں ڈالیں؟۔ کمیٹی بھی بنائی ہوئی ہے ناں جام صاحب! کمیٹی بنی ہوئی ہے اگر یہ قانون سازی ہے کمیٹی کے حوالے نہیں کریں؟۔ exempt ہے۔

میر محمد خان لہڑی: کیبنت نے already اس کو پاس کیا ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: کیبنت نے کیا ہے یہاں پہ کمیٹی میں جاتا ہے۔ تو آپ کہتے ہیں exemption دے دیں۔

میر محمد خان لہڑی: اگر کوئی اعتراض کرے تو اس کے بعد کمیٹی میں۔

جناب اسپیکر: اچھا ہے کمیٹی میں دون میں آ جاتا ہے۔ کمیٹیاں بھی بنی ہوئی ہیں مفت میں۔ جام صاحب! آپ کہتے ہیں کہ exemption دے دیں تو دے دیتے ہیں۔ (مداخلت) مستثنی تو کرادیں گے۔ کمیٹیاں بھی بن رہی ہیں، مفت میں بیٹھی ہوئی ہیں۔ جام صاحب! کیا کہتے ہیں کمیٹی کو دے دیں۔

مہاٹت (20 اپریل 2021ء)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

42

کمیٹی میں چلا جائے کم از کم ان کو بھی کام کرنے کا تجربہ ہو جائے نا۔

جناب اسپیکر: بلوچستان کم سے کم اجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 09 مصدرہ 2021ء) کو متعلقہ مجلس قائدہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: بلوچستان گروی مشقت کا نظام (خاتمه) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2021ء) کا پیش کیا جانا۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ لیبر اینڈ مین پاور بلوچستان گروی مشقت کا نظام (خاتمه) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2021ء) ایوان میں پیش کریں۔

میر محمد خان اہڑی: میں محمد خان اہڑی، وزیر برائے محکمہ لیبر اینڈ مین پاور کی جانب سے بلوچستان گروی مشقت کا نظام (خاتمه) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2021ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: بلوچستان گروی مشقت کا نظام (خاتمه) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2021ء) پیش ہوا۔ لہذا اسے متعلقہ مجلس قائدہ کے حوالے کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: بلوچستان بچوں کی ملازمت (ممانعت اور ضابطہ کاری) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 11 مصدرہ 2021ء) کا پیش کیا جانا۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ لیبر اینڈ مین پاور بلوچستان بچوں کی ملازمت (ممانعت اور ضابطہ کاری) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 11 مصدرہ 2021ء) ایوان میں پیش کریں۔

میر محمد خان اہڑی: میں محمد خان اہڑی، وزیر برائے محکمہ لیبر اینڈ مین پاور کی جانب سے بلوچستان بچوں کی ملازمت (ممانعت اور ضابطہ کاری) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 11 مصدرہ 2021ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: بلوچستان بچوں کی ملازمت (ممانعت اور ضابطہ کاری) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 11 مصدرہ 2021ء) ایوان میں پیش ہوا۔ لہذا اسے متعلقہ مجلس قائدہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: بلوچستان ادایگی اجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 12 مصدرہ 2021ء) کا پیش کیا جانا۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ لیبر اینڈ مین پاور بلوچستان ادایگی اجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 12 مصدرہ 2021ء) ایوان میں پیش کریں۔

میر محمد خان لہڑی: میں محمد خان لہڑی، وزیر برائے محکمہ لیبر اینڈ مین پاور کی جانب سے بلوچستان ادایگی اجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 12 مصدرہ 2021ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: بلوچستان ادایگی اجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 12 مصدرہ 2021ء) ایوان میں پیش ہوا۔ لہذا اس کو متعلقہ کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: سید احسان شاہ صاحب صوبائی رکن بلوچستان صوبائی اسمبلی اپنی قرارداد۔۔۔ (مدخلت)۔ اچھا! وہ نہیں ہیں تو ان کا قرارداد اگلے اجلاس کے لئے ڈیفر کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: جام صاحب (قاںد ایوان)! ارکین اسمبلی کی خواہش ہے کہ اگلے جو days ہیں وہ 12:00 بجے سے شروع کریں۔ تو میرے خیال میں رمضان ہے اور نائم بھی ہمیں ملے گا۔

جام کمال خان وزیر اعلیٰ (قاںد ایوان): ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 23 اپریل 2021ء بوقت دوپھر 12:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 06:00 بجکر 15 منٹ پر اختتم پذیر ہوا)

☆☆☆

مباحثات (20 اپریل 2021ء)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

44